

حقیقت کی سر

یعنی منظوم ترجمہ مع رباعیات

حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر

رحمۃ اللہ علیہ

از جناب

مولوی مقصود احمد صاحب مجدی امپوی

منشی سید قربان علی بیل پٹنہ اردو معاً

نے اپنے
مقابلہ دارانی بزمِ ہدیٰ میں چھپوا کر شائع کیے

التماس طابع و ناشر

سب سے پہلے میں نے حضرت سرمد شہید رح کی رباعیوں کا منظوم ترجمہ
شائع کیا جو بفضلہ تعالیٰ پبلک مین مقبول ہوا پھر ۱۹۲۲ء میں حضرت حکیم عمر خیام
نیشاپوری کی رباعیان مع ترجمہ منظوم طبع کیں اس کتاب کو بھی ملک نے سید پسند کیا۔
آج حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی رباعیوں کا ترجمہ بھی نظم ہی میں
شائع کیا جاتا ہے۔ حضرت ابوالخیر کی رباعیوں کا ترجمہ جناب مولوی مقصود احمد
صاحب مجددی رامپوری نے کیا ہے جو حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ
علیہ کے خاندان سے منسلک ہیں۔ مجھے اس ترجمہ کی تعریف و توصیف میں کچھ کہنے
کی ضرورت نہیں ہے دیکھنے والے خود دیکھ لیں گے۔

عاصی۔ قربان علی بسمل

ایڈیٹر اردوئے معلیٰ دہلی

۱۳۔ ذیقعد ۱۳۴۹ھ مطابق ۳ اپریل ۱۹۳۱ء

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ العزیز

آپ کا اسم شریف ابوسعید فضل اللہ بن ابوالخیر (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) ہے۔ آپ کی ولادت باسعادت دشت خاوران کے قصبہ منہہ میں ہوئی۔ شیخ تقریباً ۳۵۶ھ یا ۳۵۷ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔ آپ نے آنکھ کھولی تو جلیل القدر اولیاء اللہ کو دیکھا۔ پرورش پائی تو ذی مرتبت علماء و عرفاء کی گودوں میں۔ بیچ ہے ۵

ایں سعادت بذور بازو نیست تانہ بخشہ خدائے بخشندہ

اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي إِلَى إِلِهِهِ مَنْ يُنِيبُ۔ حق تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کو اپنے واسطے منتخب فرمالتا ہے اور اپنا محبوب بنا لیتا ہے اور یہہ چاہتا ہے کہ اُس کے واسطے سے بندگان خدا ہدایت پائیں اور رُشد حاصل کریں تو ایسا شخص پیدایشی ہی ولی ہوا کرتا ہے اور حق تعالیٰ علم ظاہر و باطن۔ شریعت اور طریقت کے مخفی خزانے اُس کے سینے میں ودیعت فرما دیتا ہے۔ ایسا شخص اپنے ساتھ سب کچھ لئے ہوئے دنیا میں آتا ہے، مگر وہ خود نہیں جانتا کہ میرے پاس کیا ہے۔ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اُن علوم و معرفت کے جاننے کے واسطے بظاہر کھوڑے سے سبب کی ضرورت ہوتی ہے۔

ادھر سبب کو اختیار کیا اور اُدھر خود بخود وہ جو ہر کھلتے گئے جو اس چلتے پھرتے سٹی

کے پتلے میں پوشیدہ رکھے گئے تھے۔ اللہ انسان کی ہستی بھی عجیب ہستی ہے
 بے ہمہ اور باہمہ کا مصداق یہی ہے بمعنوی کہتے ہیں اجتماع ضدین محال ہے۔ مگر اس مٹی کی
 صورت کا نظام ترکیب کیا باعتبار ظاہر اور کیا بلحاظ باطن نقیض و نقیض اور ضد و ضد ہے
 آخر کیوں نہ ہو یہ اشرف المخلوقات ہے۔ یہ خلیفۃ اللہ ہے۔ پھر اس سے کون بازی
 لے جاسکتا ہے۔ بہر حال آدم برسر مطلب۔ ان ہی انسانوں میں کے ایک انسان
 حضرت ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ لباس تو خاکی تھا۔ مگر مرتبہ عرشی اور معارف
 لامکانی سے حق تعالیٰ نے سرفرازی بخشی تھی۔

ان کا زمانہ بھی وہ زمانہ تھا کہ حضرت جنید اور جناب شبلیؒ کی آنکھیں دیکھنے والے
 موجود تھے۔ علاوہ برائیں اُس وقت کوئی ملک اور شہر اسلامی ایسا نہ تھا جہاں علماء کی
 مجلسیں علم ظاہری سے گرم اور صوفیوں کے صومعے علم باطن سے منور نہ ہوں۔ چنانچہ
 جب حضرت پیدا ہوئے تو ہر طرف سے اولیاء اللہ نے اس ماورِ زاولی کی پیدائش
 کی حضرت ابوالخیرؒ کو مبارکبادیں دیں اور بہت ہی خوشی کا اظہار کیا۔ غرض یہ ہے
 کہ حضرت ابوسعیدؒ پرورش پاتے رہے اور تحصیل علم ظاہر و باطن کا سلسلہ دن
 بدن بڑھتا رہا۔ سب سے پہلے آپ علماء غزنی کے درس میں شریک ہوئے اور رفتہ
 رفتہ حدیث و فقہ میں بڑا مرتبہ و رسوخ حاصل کیا۔ چونکہ آپ کی خلقت و طینت میں
 تصوف کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس لئے خواہ مخواہ زیادہ شوق اوسی کا تھا اور بیشتر
 تصوف ہی کی کتابیں دیکھتے رہتے تھے۔ جب اس فن میں زیادہ توغل ہوا تو دل نے کہا
 اغیار سے کنارہ کرو اور گوشہ تنہائی اختیار کرو اس لئے آپ باجائزت اپنے والد ماجد
 رحمۃ اللہ علیہ ایک علیحدہ مکان میں رہنے لگے اور مکان کو اقوال صوفیائے کرام اور

قرآن مجید کی آیات کے کتبوں سے جا بجا خوب سجایا۔ ایک روز آپ کے والد ماجد
 اس مکان میں آپ کے پاس تشریف لائے۔ مکان کی سجاوٹ دیکھ کر فرمانے لگے کہ
 تم نے تصوف کے کتبوں سے مکان آراستہ کیا ہے۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؓ نے
 جواب دیا کہ بابا جان آپ کا مکان تصویروں سے آراستہ ہے اور تصویریں بھی
 شاہان وقت اور امراء زمانہ کی اور ان سے ہی آپ کو آلفت ہے۔ میں نے بھی
 اپنے کا شانے کو ان چیزوں سے پیراستہ کیا ہے جن سے مجھے انس ہے اور اس تہیہ
 پر ایسا کیا ہے کہ شاید کسی وقت محبوب حقیقی مجھ پر مہر کی نظر ڈالے اور دولت عشق سے
 مالا مال ہو جاؤں۔ حضرت ابوالخیرؓ پر ان کی تقریر کا اس قدر اثر ہوا کہ اپنے مکان کی
 تمام تصویریں نکال پھینکیں۔ اس کے بعد حضرت ابوسعید ابوالخیرؓ اپنے والد ماجد
 کے فرمانے سے مرو تشریف لیگئے اور پانچ برس کامل عبد اللہ حصری اور
 قفال کے درس میں شریک رہ کر علوم شرعیہ میں کمال اور تکمیل کا درجہ حاصل کیا۔
 دن بھر تحصیل علوم میں مشغول رہتے اور رات بھر عبادت فرماتے۔ مگر اب تک باقاعدہ
 علم باطنی کی تعلیم کسی شیخ سے حاصل نہیں فرمائی تھی۔ اس کے بعد سرخس چلے آئے
 اور ابو علی فہیمہ کی خدمت میں رہ کر فقہ و تفسیر میں مزید مہارت تائید حاصل فرمائی مگر
 ہر وقت اہل اللہ کی لوگی رہتی تھی۔ حق تعالیٰ نے ان کا مقصد حاصل فرمایا۔ یعنی سرخس
 ہی میں حضرت لقمان رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت لقمانؑ مجنون بہت بڑے
 کامل مجذوب تھے اور بڑے قوی الصبر تھے۔ اس کا قصہ اس طرح ہے کہ شہارستان
 سرخس کے کنارے انھوں نے ایک بزرگ کو دیکھا کہ اپنی کملی کی سلامتی کر رہے ہیں۔
 ان ہی بزرگ کا نام شیخ لقمان تھا۔ یہ دیکھ کر یہ بھی وہاں جا کھڑے ہوئے اور اس طرح کھڑے

ہوئے کہ سایہ کملی پر پڑتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد شیخ لقمان نے سر اٹھا کر کہا کہ میاں
 لڑکے کچھ خبر بھی ہے ہم نے تم کو بھی اس کملی کے ساتھ سی دیا اور حضرت شیخ کا ہاتھ پکڑ کر
 شیخ ابوالفضل بن حسن سرخسی کی خانقاہ میں لائے اور ان کے سپرد کر گئے اور
 شیخ ابوالفضل سے فرمایا کہ جب تک زندہ ہو ابو سعید کی تربیت کرنا۔ شیخ ابوالفضل کے
 انتقال کے بعد حضرت ابو سعید رحمہ اللہ شیخ ابوالعباس قصاب آملی کی خدمت میں
 رہے۔ مگر حقیقتاً جو کچھ تربیت پائی اور جس قدر معرفت انہی حاصل کی وہ شیخ ابوالفضل کی
 خدمت میں ہی حاصل کی۔ ان کے انتقال کے بعد ابو العباس قصاب رحمہ اللہ کی خدمت
 نے سونے پر سہاگے کا کام دیا۔ اب کیا تھا حضرت شیخ اکسیر ہو گئے۔ جس پر نظر ڈالی سونا بنادیا
 حضرت ان متقدمین بزرگوں میں ہیں کہ جو جامع علوم ظاہر و باطن تھے۔ یہ ان صوفیوں
 میں نہ تھے کہ جو شریعت و طریقت کو جدا گانہ سمجھتے تھے۔ حضرت شیخ کا مسلک ہی یہ تھا
 کہ اتباع شریعت ہی طریقت و حقیقت ہے اور یہی اصل وجہ ان کے علوم مرتبت کی ہے
 ان کے زمانے میں جب قدر کا ملین و عارفین تھے سب ان کے آگے سر تسلیم خم کرتے تھے
 اور سب سحر تھے۔ ان کی بزرگی کا حال اس ایک واقعہ سے کیا جاسکتا ہے کہ حضرت
 شیخ علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے دجن کے مزار مبارک پر حضرت
 سلطان الہند غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے زمانے تک چلہ کشی
 کی ہے، جلیل القدر بزرگ شیخ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے مزار مبارک پر معتکف
 رہے ہیں۔ ایک روز حضرت داتا صاحب حضرت شیخ کے مزار مبارک پر مراقب تھے
 کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سفید کبوتر اڑتا ہوا آیا اور حضرت شیخ کی قبر پر جو تھیلی پڑی ہوئی تھی
 اُس کے نیچے چلا گیا۔ انھوں نے اٹھ کر تھیلی کو دیکھا تو وہاں کچھ نہ تھا۔ دو تین روز یہی

واقعہ دیکھا۔ حیران تھے کہ یہ عجیب قصہ ہے؟ ایک شب خواب میں شیخ کو دیکھا فرماتے ہیں کہ وہ کبوتر دراصل سیری صفائی معاملہ ہے جو ہر روز مجھ سے ملنے آتی ہے۔

شیخ کے کشف و کرامات اس قدر ہیں کہ اس مختصر تحریر میں اُن کی گنجائش نہیں ہے کسی شیخ سے دریافت کیا کہ بعض اہل اللہ دریا پر چلتے ہیں اور چشم زدن میں طے الارض کر لیتے ہیں بعض ہوا میں اُڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ خس و خاشاک میں پانی چلتا ہے (یعنی بہتا چلا جاتا ہے) شیطان دم بھر میں کہیں کا کہیں جا پہنچتا ہے۔ مکھیاں بھی ہوا میں اُڑتی ہیں۔ جو اہل اللہ ہیں اُن کے نزدیک یہ امور بے معنی ہیں اور نسبت الی اللہ تعالیٰ علیحدہ چیز ہے۔ مروجہ اودہ ہے جو دنیا میں ایک نکاح کرے بیوی بچوں کے اور تمام مخلوق کے حقوق اور پھر حقوق اللہ و دونوں کو شریعت کے مطابق بے کم و کاست ادا کرے اور پھر ایک لخطہ بھی یاد آئی سے غافل نہ ہو دِجَالُ لَا تُلْهِمُهُمْ تِجَارَةً وَلَا بَيْعَةً عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ کا وہی شخص مصداق ہو سکتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت شیخ سے کسی نے حدیث شریف تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ کے معنی پوچھے۔ آپ نے فرمایا۔ ایک ساعت اپنی نیستی میں فکر کرنا ایک سال کی اُس عبادت سے بہتر ہے جو خودی کے ساتھ ادا کی جائے اور یہہ رہ باعی فرمائی:۔

تار و تے ترا بدیدم اے شمع طراز نہ کار کنم نہ روزہ دارم نہ نماز
چوں باتو بوم مجاز من جملہ نماز چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز
شیخ محمد ابونصر جلیبی نامی ایک بزرگ تھے اُنھوں نے حضرت شیخ کی بہت شہرت سنی۔ اتفاقاً خواجہ ابو بکر خطیب مرو سے نیشابور جا رہے تھے۔ جب شیخ

ابونصر سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے کہا کہ شیخ ابوسعید سے مل کر ہمارے ایک سوال کا جواب لیتے آنا اور سوال یہ ہے کہ "اُتار کے لئے محو ہے" خواجہ نے کہا لکھ کر دیجئے چنانچہ شیخ ابونصر نے لکھ دیا۔ خواجہ نیشابور پہنچے تو سرائے میں اُترے۔ انھوں نے دیکھا کہ وہ شخص مجھ کو پکار رہے ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ شیخ ابوسعید صاحب نے بلایا ہے اور کہا ہے کہ میرے پاس آکر سرائے میں ٹھہرنا ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ غسل وغیرہ سے فارغ ہو کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھتے ہی فرمایا:-

اهل لسعد الرسول وحبذا وجه الرسول لحب المرسل

اور فرمایا وہ خط تو دو، دیکھوں ابونصر نے کیا سوال کیا ہے۔ خواجہ نے خط پیش کیا۔ فرمایا جب جاؤ گے جواب لیتے جانا۔ خواجہ چند روز رہ کر واپسی کے وقت جواب طلب کیا۔ فرمایا کہ اس پر سے کہہ دینا لَا تَبْقَى وَلَا تَذَكُرُ (یعنی عین ہی کو بقا نہیں اُتر کہاں رہیگا) یعنی جب حقیقت کا اظہار ہوا پھر کوئی چیز باقی نہ رہی کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ۔ خواجہ نے سر جھبکا کہ عرض کی میں سمجھا نہیں۔ فرمایا یہ رباعی یاد کر لو بس یہی جواب ہے۔

جسم ہمہ اشک گشت چشم بگر لیت در عشق تو بے جسم ہمہ باید ز لیت

از من اثرے نما ند و این عشق از چیت چوں من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست

خواجہ نے مرو میں آکر شیخ ابونصر کو یہ رباعی سنائی۔ رباعی سننے ہی ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اس حال میں ایک ہفتہ زندہ رہے بالآخر بعد ایک ہفتے کے انتقال ہو گیا۔

حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا حال مطابق قال تھا یعنی باطن و ظاہر شریعت غرا کے موافق

تھا سیر موفرق ہونے نہ پاتا تھا۔ اور علاوہ علم و فضل ظاہری و باطنی کے حضرت شیخ شاعر

بھی تھے مگر نہ وہ شاعری جسکے متعلق قرآن مجید میں مذمت فرمائی گئی ہے کہ الشُّعْرَاءُ

يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِي كُلِّ وَادٍ يَهِيمُونَ أَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ آيَاتُ أَنْ يَسْأَلُوا
مِنْ سَمَاءٍ أَوْ مِنْ ظِلٍّ أَوْ مِنْ جَانِبٍ أَوْ مِنْ خَلْفٍ أَوْ مِنْ أَمَامٍ أَوْ مِنْ يَمِينٍ أَوْ مِنْ شِمَالٍ أَوْ مِنْ
شَاعِرٍ أَوْ مِنْ شَاعِرَةٍ أَوْ مِنْ شَاعِرَةٍ أَوْ مِنْ شَاعِرَةٍ أَوْ مِنْ شَاعِرَةٍ أَوْ مِنْ شَاعِرَةٍ
ہر وقت آپ پر وارد و طاری ہوتے رہتے تھے۔ کل انا ہی تر مشہد ہما فیہ
ظاہر ہے انسان غیبت بھی کہاں تک کر سکتا ہے اسلئے خود بخود حضرت شیخ کی زبان
واردات و جذبات نظم کی شکل میں آجاتے تھے اور ایک مصلحت یہ بھی تھی کہ اس
کلام سے بڑے بڑے کا ملین نے فوائد حاصل کئے اور تاقیامت حاصل کرتے رہیں گے۔

حضرت شیخ کا تمام کلام صرف رباعیات ہی ہیں۔ اگرچہ عمر خیام رباعیات
کا حاکم ہے مگر حضرت شیخ نے جو بات کہ رباعیات میں بیان فرمادی عمر خیام کو
اُس کی ہوا بھی نہ لگی۔ قال کو حال سے نسبت نہیں ہو سکتی۔ تمام متقدمین کی طرح
حضرت شیخ کی زبان بھی صاف و سادہ ہے اور مفہوم اس قدر دہچپ کہ جب کا بیان شکل
البتہ کہیں کہیں تجنیس خطی و لفظی ضرور پائی جاتی ہے مگر وہ بھی نہایت حسن و خوبی سے۔
چنانچہ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ خزان کے موسم میں حضرت شیخ ایک درخت کے نیچے
آرام فرما رہے تھے۔ موسم خزان کا تھا اُس درخت کے پتے بالکل زرد تھے۔ دیکھتے
ہی فرمایا کہ:-

تواز مہر زرد و من از مہر زرد و تواز مہر ماہ و من از مہر ماہ

حضرت شیخ کے مرتبہ فنا کا یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خواجہ مظفر خداوندی رحمۃ اللہ
علیہ کی مجلس میں حضرت شیخ کا ذکر ہو رہا تھا۔ خواجہ نے کہا مجھ میں اور شیخ ابوسعید میں
یہ نسبت ہے کہ جس طرح پیانہ میں ایک دانہ ہوا اور وہ دانہ شیخ ابوسعید ہے۔ حضرت شیخ

کے مریدین و مخلصین نے جب یہ سنا تو ان کو ناگوار گزارا اور حضرت شیخ سے یہ واقعہ حاضر ہو کر عرض کیا۔ حضرت شیخ نے فرمایا کہ خواجہ بہت جا کر کہو کہ وہ ایک واثق بھی تو ہی ہے۔ میں تو کچھ بھی نہیں ہوں۔

ایک روز حضرت شیخ کے رو برو کسی قوال نے یہ بیت پڑھی ہے۔
 اندر غزل خویش نہاں خواہم گشت تا بر لب تو بوسہ و ہم چو نش بخوانی
 حضرت شیخ نے دریافت کیا یہ بیت کس کی ہے؟ قوال نے عرض کی عمارہ کی
 حضرت شیخ نے فرمایا۔ چلو کہ عمارہ کی زیارت کریں۔ چنانچہ اپنی ایک جماعت
 کے ساتھ جا کر ان کی زیارت کی اور خود یہ رباعی پڑھی۔
 در راہ یگانگی نہ کفر است و نہ دین یک گام ز خود بروں نہ در راہ ہیں
 اے جان جہاں تو راہ اسلام گزین با ما سیہ نشین و با خود منشین
 حضرت شیخ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان حجاب آسمان و زمین،
 عرش و کرسی نہیں ہیں بلکہ خود انسان کی خودی حجاب ہے۔ چاہئے کہ اس خودی کو
 درمیان سے اٹھائے تاکہ شاہد حقیقی جلوہ گر ہو۔

حضرت شیخ کی عمر شریف ۸۳ سال ۴ ماہ کی ہوئی اور شب جمعہ ماہ شعبان
 ۸۴۴ ہجری کو انتقال ہوا۔ یہ وصیت فرمائی تھی کہ میرے جنازے کے آگے حسب
 ذیل اشعار پڑھے جائیں۔

اشعار

خوبتر اندر جہاں زیر چہ بود کار دوست برو دست رفت یار بر یار
 آں ہمہ اند وہ بود ایں ہمہ شادی والں ہمہ گفتار بود ویں ہمہ کردار
 (مقصود احمد مجذبی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باز آ۔ باز آ۔ ہر انچہ ہستی باز آ گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ

ایں درگہ مادر گہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

جو کچھ بھی ہے جو حال ہے تیرا۔ آجا کافر ہے کہ بت پرست و ترسا۔ آجا
درگاہ ہماری نہیں جائے حراماں سو مرتبہ گو توڑی ہو توبہ۔ آجا

نیما۔ جانب بستان گذر کن بگو آں ناز میں شمشاد مست در

پیشرف قدم خود زمانے مشرف کن خراب آباد مارا

نیم صبح تو گلشن میں جا کے یہ کہنا اُس حسین شمشاد قد سے
کہ اپنے دم قدم سے آ کے دم بھر شرف ویراں کدے کو میرے بختے

خداوند ابگردانی بلارا ازیں آفت نگہداری تو مارا

بحق آں دو گیسوئے محمدؐ زبوں گرداں زبردستان مارا

خداوند ابلا کو دور کر دے اس آفت سے مجھے محفوظ رکھ لے

طفیل گیسوئے مشکین احمدؐ دکھانیچا زبردستوں کو سیسے

وافر یاد از عشق وافر یاد
کارم یکے طرف نگار افتاد

گر واد من شکستہ واد واد
ورنہ من و عشق ہر چہ باد واد

اس عشق کے ہاتھوں میں فریادی
اک طرفہ جفا کار سے کی ہے یاری
انصاف جو مجھ شکستہ دل کا نہ ہوا
تو میں ہوں اور عشق - خواہ پھر ہو کچھ بھی

یار ببحسند و علی وز ہرا
یار ببحسین و حسن آل عبا

از لطف بر آرجتم در و وسرا
بے منت خلق یا علی الای علی

یار بے محمد و علی و زہرا
یار ببحسین و حسن آل عبا
حاجت مری تو لطف پوری کرنے
بے منت خلق اے علی الای علی

اے دلیر ماہباش بے دلیر ما
یک دلیر ما بہ از صد دلیر ما

نہ دلیر ما نہ دلیر اندر بر ما
یا دلیر ما - فرست یا دلیر ما

بے یار مرے پہلو میں اے دلخ ٹھہر
سو دل سے ہمارے - ایک دلیر بہتر
پہلو میں ہمارے دل آغوش میں یار
دلیر کو - نہیں تو - دل کو بھیج - ریت اکبر

منصور علاج آں نہنگ دریا
کز پیہ تن دائہ جاں کر و جدا

روزے کہ انا الحق بزباں می آور
منصور کجا بود - خدا بود و خدا

منصور علاج وہ نہنگ دریا
کی جان عزیز جسم سے جس نے جدا
جس روز انا الحق کہ زباں پر لایا
منصور کہاں تھا وہ - خدا تھا وہ خدا

من روش دعا کردم و باد-آمینا تا به شود آں دو چشم با و آمینا

از ویدہ بد خواہ ترا چشم رسید و رویدہ بد خواہ تو پا و ا-رینا

آمین کہی ہوا نے کل دعا جو مانگی تاکہ ہوں۔ وہ بادام سی۔ آنکھیں اچھی
بد خواہ جو تیرا ہے ہوئی اُس کی نظر اللہ کرے پھوٹیں وہ آنکھیں اُس کی

اے کردہ عنت غارت ہوش دل ما ورو تو شدہ خانہ فروش دل ما

رندی کہ مقدساں زو محرومند عشق تو مَر۔ اُو گفست۔ بگوش دل ما

کب چین غم عشق میں آیا دل کو فرقت میں تری درونے مارا دل کو
رندی کہ ہیں زاهدان خشک س محروم اُس نے ہی ترا عشق سکھایا دل کو

درویدہ بجائے خواب آباست مرا زیراکہ بد بدنت شتاب است مرا

گویند بخواب۔ تا بخوابش بینی اے پخیراں چہ جائے خواب است مرا

ہیں اشک بجائے خواب آنکھوں میں مری ہے مد نظریہ۔ تجھے دیکھوں جلدی
سب کہتے ہیں سو جا کہ نظر آئے یار اے بے خبر و نیند کی یہ کیا ہے گھڑی

تا ورو رسید چشم خو خوار ترا خواہم کہ کشد جان من آزار ترا

یار ب کہ ز چشم زخم و وراں ہرگز وروے نہ ز گیس بیمار ترا

جب سے نظر بد۔ تری آنکھوں کو لگی خواہش ہے کہ پہنچے مجھے تکلیف تری
آفات زمانہ سے خدا تجھ کو بچائے بیمار نہو ز گیس بیمار کبھی

مہمان تو خواہم آمدن جانانا
می توانی کن ز حاسداں مہمانا
خالی کن ایں خانہ ز بس مہمانا
۱۲ باماکس را بجانہ در منشانانا

جی میں ہے کہ مہمان بنوں۔ یار ترا
خلوت میں رقیبوں سے الگ مجھ کو بلا
خالی ہو گھر آپا کہ نہ ہو غنیر کوئی
۱۲ اور کوئی نہ ہو پاس تھے میرے سوا

آں رشتہ کہ قوت روان سترا
آراکش جان ناتوان ست مرا

بر لب چو کشتی جاں کشدم از پے آں
۱۳ پیوند جو بارشتہ جان ست مرا

وہ رشتہ اُلفت کہ ہے زندگانی اُس سے
دم میں ہے قوت ہے روانی اُس سے
۱۳ اظہار کرے تو۔ تو خدا ہو جاؤں
ہے جان کا پیوند نہانی اُس سے

تا چند کشم غصہ ہرناکس را
وز خست خود خاک شوم ہر کس را

کارم بدعا جو بر مخی آید راست
۱۴ دادم سے طلاق ایں فلک اطلس را

کبتک میں اٹھاؤں غصہ ہرناکس کا
دو۔ تین طلاقیں آسماں کو اُس دم
۱۴ ذلت سہوں نا اہل کی کب ہے اچھا
کچھ کام نہ جب دُعا سے نکلے اپنا

ہر گاہ کہ بینی دوسہ سرگرداں را
غیب رہ مرداں نتواں کرداں را

تقلید و وسعہ تقلید بے معنی
۱۵ بدنام کند رہ جواں مرداں را

دو ایک کو آوارہ اگر تو دیکھے
تقلید سے بے معنی تقلیدوں کی اکثر
۱۵ مردان خدا پر نہ لگا عیب اُس سے
ہو جاتے ہیں بدنام خدا کے بندے

دنیا جم را و قیصر و خاقان را
تسبیح ملک را و صفار رضواں را

دوزخ بیدار بہشت منیر کاں ^{۱۶}
جاناں مارا و جان ما جانان را

ہے قیصر و جم کے لئے دنیا زیبا
تسبیح ملک کے لئے رضواں کو ضیا
دوزخ ہے بدو کے لئے نیکو بہشت ^{۱۶}
جاناں کی مری جاں تو جانان میرا

وصل تو کجا و دین مہجور کجا
دروانہ کجا حوصلہ مور کجا

ہر چند ز سوختن نذارم پا کے ^{۱۷}
پروانہ کجا و آتش طور کجا

تیرا کہاں وصل اور یہ مہجور کہاں
ہر چند میں ڈرتا نہیں جلنے سے مگر ^{۱۷}
دروانہ کہاں حوصلہ مور کہاں
پروانہ کہاں اور آتش طور کہاں

بر تافت عیاں صبوی از جان خراب
شد ہجور کباب حلقہ چشم از تپ و تاب

دیگر چو عیاں نہ پیچم از حکم تو سر ^{۱۸}
گر دولت پا بوش یا ہم چور کباب

اب صبر کے قابل نہ ہی جان خراب
سترابی ترے حکم سے ہرگز نہ کروں ^{۱۸}
آنکھوں میں پڑے حلقے بڑھا جب بویا
پا بوسی کی دولت جو ملے مثل رکاب

از چرخ و فلک گردش کیساں مطلب
وزر و زمانہ عدل سلطان مطلب

روزے پنج کہ در جہاں خواہی بود ^{۱۹}
آزار و دل ہیج مسلمان مطلب

اس چرخ سے تو گردش کیساں کونہ جا
جو عمر کہ پنج روزہ تیری گذرے ^{۱۹}
اور دو در جہاں میں عدل سلطان کونہ نجا
لازم ہے کہ آزار مسلمان کونہ چاہ

کہ میگردم بر آتش بجر کباب کہ سرگردان بجر غم ہیمو حساب

۲۰ القصہ چو خار و خس میں یہ خراب کہ بر سر آتشم کہے بر سر آب

جلتا ہوں کبھی بحر میں مانند کباب یا بحرالم میں غوطہ زن مثل حباب

۲۰ القصہ جہاں میں خار و خس کی مانند ہوں آگ میں جلتا تو کبھی بر سر آب

کارم ہمہ نالہ و خروش است شب نے صبر پدید آو نہ ہوش است شب

۲۱ و دشمن خوش بود ساعت پنداری کفارہ خوش ولی و دشمن است شب

اس رات مرا کام ہے فریاد و فغاں اب صبر کہاں اور مجھے ہوش کہاں

۲۱ کل غیش میں گزری جو گھڑی۔ آجکی رات بدلہ ہے اُسی کا۔ مجھے ہوتا ہے گماں

اے آئینہ حسن تو در صورت زیب گرداب ہزار کشتی صبر و شکیب

۲۲ ہر آئینہ کہ غیر حسن تو بود خواند خروش سراب صحرائے فریب

صورت کا تری حسن ہے خود آئینہ کشتی کے لئے صبر کی۔ گرداب بلا

۲۲ جو دل بھی کہ ہو حسن سے تیرے خالی عقل اُسکو سمجھتی ہے سراب صحرا

دور از تو فضا و ہر بر من تنگ است دارم و لے کہ زیر صمد من تنگ است

۲۳ عمریت کہ مدتش زمان عمارت جانیت کہ بدوش اجل راتنگ است

فرقت میں تری دبال ساری دنیا سو من کا پہاڑ۔ میرے دل پر ہے دھرا

۲۳ وہ عمر کہ دن جیکے جہاں کیلئے تنگ وہ جان جسے اجل چاہے لے جانا

اے راکہ قضا ز خیل عشاق نوشت آزاد مسجد است فلخ ز گنشت

دیوانہ عشق را چہ ہجران چہ وصال از خویش گذشتہ را چہ دوزخ چہ بہشت

جو شخص ازل ہی سے کہ عاشق ٹھہرا

عاشق کو برابر ہے۔ وہ ہوا ہجر کہ وصل

اے دل ہمہ خوشی شکیبائی چسیت سے جاں بدر آ۔ این رعنائی چسیت

اے دیدہ چہ مرد میت۔ شہرت با دا نادیدہ بحال دوست بینائی چسیت

دل! ہو ہمہ تن خوں۔ شکیبائی کیا؟

اے آنکھ! یہ مرد می کیا شرم تو کر

دل عاوت و جو جنگجوی تو گرفت جاں گوہر بہت سر کوئے تو گرفت

گفتم بخت تو جانب مارا گیر ایں ہم طرف روئے نکوئے تو گرفت

دل نے تری خوئے جنگجوی سیکھی

ہو جائے ہمارا۔ خط عارض سے کہا

گفتار نکو دارم و کردارم نیست از گفت نکوئے و بے عمل عارض نیست

وشوار بو و کردن و گفتن آساں آساں بسیار ہیج و شوارم نیست

گفتار اگر اچھی ہے تو کردار نہیں

کرنا جو ہے و شوار۔ تو آساں کہنا

اس بے عملی سے مجھے کچھ عارض نہیں

آساں تو بہت ہے۔ کچھ بھی و شوار نہیں

اے خواجہ تراغم جمال ماہست
اندیشہ باغ و راغ و خرمن گاہست

۲۸

ما سوختگان عالم بجز بیدیم
ما را غم لا الہ الا اللہ ہست

اے خواجہ تجھے ہے فکر حسن دلدار
تو ہے غم باغ و راغ و خرمن گزار

۲۸

ہم عالم بجز بید کے ہیں سوختہ تن
ہم کو غم لا الہ الا اللہ سے کار

گویند دل آئینہ آئیں عجب است
دروے رخ شاہان خویش عجب است

۲۹

درا آئینہ روئے شاہان نیست عجب
خود شاہد و خود آئینہ اس عجب است

سب کہتے ہیں دل بھی ہے عجب آئینہ
پھر اس میں رخ شاہد خود ہیں کیسا

۲۹

یار آئے نظر اس میں - تویرت نہیں کچھ
خود شاہد و خود آئینہ کیونکر وہ ہوا

در ہجر ایم قرار می باید و نیست
آسایش جان زار می باید و نیست

۳۰

سرمایہ روزگار می باید و نیست
یعنی کہ وصال یار می باید و نیست

فرقت میں جو چاہا بھی تو آیا نہ قرار
آسائش جان چاہی ولیکن بے کار

۳۰

سرمایہ روزگار چاہا - نہ ملا
یعنی مجھے ہرگز نہ ہوا وسیل یار

روزم بغم جہان فرسودہ گذشت
شب در ہوس بودہ و نابودہ گذشت

۳۱

عمرے کہ از دوسے جہانے از رو
القصد بفکر ہائے مہر وہ گذشت

دن میرا غم جہاں میں سارا گذرا
بیکار ہوس میں وقت سب صرف ہوا

۳۱

جس عمر کا ایک دم ہے جہاں کی قیمت
القصد - کٹی یوں ہی نہ کچھ کام کیا

گریم ز غم تو زار و گوی زرق است چوں زرق بود کہ دیدہ و رخسار است

تو پنداری کہ جملہ لبها دل تو است نہ نہ صنما۔ میان دلها فرق است

تم کہتے ہو مگر۔ میں ہوں غم سے روتا وہ مگر ہے کب۔ لہو جو آنکھوں سے بہا

اپنا سا ہر اک دل کو سمجھتے ہو تم ہرگز نہیں۔ دل۔ دل میں بھی ہے فرق بڑا

آں را کہ فنا شیوہ و فقر آئین است نہ کشف و یقین معرفت دین است

رفت اوز میاں ہیں خدا مانہ خدا الفقرا و اتم ہوا اللہ این است

جس نے کہ کیا فقر و فنا کا شیوا ہے کشف و یقین معرفت دین کچھ اُس کا

خود مت گنجا جب وہ۔ تو خدا ہی ہے خدا اَلْفَقْرُ اِذَا تَمَّ هُوَ اللّٰہُ یہ ہے

کر دم تو بہ شکستیش روز نخست چوں شکستم بتو بہ ام خواندی چیست

القصدہ زمام تو بہ ام و کیف تست یکدم نہ شکستہ اش گذاری نہ درست

تو بہ شکنی میری ازل سے کتنی کھی پھر حکم ہے تو بہ کا۔ جو تو بہ توڑی

القصدہ میری تو بہ ترے ہاتھ میں ہے ہے ڈھیل کبھی اُس میں کبھی مضبوطی

دنیا بمثل چو کوزہ زرین است کہ آب در و تلخ و گہ شیرین است

تو غرہ مشو کہ عمر من چندین است کیں اس پیل ام زیر زین است

دنیا بمثال کوزہ زرین ہے پانی کبھی اُس کا تلخ اور کبھی شیرین ہے

تو غرہ نہ کر کہ عمر تیری ہے بہت یہ اس پیل اصیل۔ مدام زیر زین ہے

تا در نہ رسد و عدہ ہر کار کہ ہست
سوئے نہ و ہدیاری ہر یار کہ ہست

۳۶ تا ز حمت سر ما و زمستان نکشد
۳۶ پر گل نشو و دامن ہر خار کہ ہست

وقت آئے نہ جیتک نہ ہو پورا وعدا
ہر دوست کی یاری میں نہیں نفع ذرا

۳۶ برداشت نہ جیتک کرے سردی گرمی
۳۶ ہر خار کا دامن نہ ہو پھولوں سے بھرا

یارب تو زمانہ را دلیلے بفرست
مزدواں را پیشہ چوپیلے بفرست

۳۷ فرعونیکان ہمہ زبردست شدند
۳۷ موسیٰ و عصا و روتیلے بفرست

دنیا کے لیے راہ نما۔ رب غفور
مزدووں کا سر توٹے۔ کرا یا مامو

۳۷ ظالم ہوئے فرعون صفت بھیج دے پھر
۳۷ موسیٰ و عصا و روتیلے ضرور

آساں آساں ز خود اماں نتواں یافت
وہیں شربت شوق راں گان نتواں یافت

۳۸ زان مے کہ عزیز جان مشتاقان است
۳۸ یک جرعه بصد ہزار جان نتواں یافت

آسان نہیں اپنی خودی کا کھونا
یہ شربت شوق۔ مفت کس نے ہے پیا

۳۸ وہ مے کہ عزیز جان مشتاقان ہے
۳۸ گھونٹ اُس کا ہزار جان دیکھ ملا

از در و نشاں مدہ کہ در جان تو نیست
بلکہ ز دلایت کہ آن آن تو نیست

۳۹ از بیخردی بود کہ باجو ہریاں
۳۹ لات از گھرے زنی کہ در کان تو نیست

نام اُس کا نہ لے نہ وجود و دل کے اندر
جو شے نہیں تیری اُس سے کر قطع نظر

۳۹ ہے جو ہریوں کے سامنے حماقت کی دلیل
۳۹ شیخی تو بگھارے ہنومعدن میں گہر

چشم ہمہ اشک گشت جسم بکریست

و عشق تو بے جسم ہی باید زلیست

از من اثرے نما ندایں گریہ چیت

چوں من ہمہ معشوق شدم عاشق کسیت

آنکھیں ہوئیں اشک، جسم میرا رویا
میں ہی نہ رہا تو پھر یہ روتا ہے کون

بے جسم ترے عشق میں جینا اچھا
معشوق ہوا میں۔ تو کون عاشق ٹھہرا

تا پائے تو رنجہ گشت و باد رو بخت

مسکین دل رنجور من از درد گداخت

گویا کہ ز روزگار و دے وارو

ایں درد کہ در پائے تو خود را انداخت

جب سے کہ ترا پاؤں دکھا۔ درد ہوا

میرے دل رنجور میں بھی درد اٹھا

گویا کہ زمانے کو ہے اس درد کا درد

جو درد کہ جا کر ترے قدموں پہ پڑا

عشق تو بلائے جان ویش من است

بیگانہ نمی شود مگر خویش من است

گفتم سفرے کنم ز غم بگریزم

منزل منزل غم تو در پیش من است

ہے عشق بلائے جان میں ہوں بیدل

بیگانہ نہیں ہوتا ہے مجھ پر مائل

میں نے کہا اس غم سے بچوں کر کے سفر

تیرا ہی رہا غم مجھے منزل منزل

زاں خوروم کہ روح پمانہ اوست

زاں مست شدم کہ عقل دیوانہ اوست

و دے بمن آمد آتش با من زو

زاں شمع کہ آفتاب پر وانیہ اوست

پتیا ہوں وہ نے کہ روح جسکا پمانہ ہے

میں مست ہوں اُسکا ہوش جسکا دیوانہ ہے

جلتا ہوں میں اس شمع کے دھوئیں سے جسکا

یہ مہر حیاں تاب بھی پر وانیہ ہے

زنا پرست زلفِ عنبر بویت محراب نشین گوشہ ابرو بیت

یارب تو چہ کعبہ کہ باشد شبِ روز ۴۴ روئے دل کا فروسماں سویت

زنا پرست کوئی کیسہ کا ہوا ہے گوشہ نشین کوئی ترے ابرو کا

کعبہ ہے عجب تو بھی۔ ابھی۔ کہ جدھر ۴۴ روئے دل کا فروسماں دیکھا

با دل گفتم کہ لے دل احوال تو چیت

دل دیدہ پر آب کرو و بیا رگرت

گفتا کہ چگونہ باشد احوال کے

۴۵ کور ابرو دیکرے پاید زلیست

اشک آنکھوں میں بھر لایا بہت ہی دیا

۴۵ مرضی پہ ہو دوسرے کی جس کا جینا

لے مقصد خورشید پرستال بیت

محراب جہانیاں خم ابرو بیت

۴۶ سرمایہ عیش تنگدستیاں و منت

سرسشتہ ولہلے پریشاں سویت

اور اہل جہاں کے لئے معبد ابرو

۴۶ سرسشتہ پریشان دلوں کا۔ کیسہ

سرمایہ عیش تنگدستوں کا۔ دہن

غم عاشق سینہ بلا ہر درماست

خوں در دل آرزو ز چشم ترماست

۴۷ ہاں غیر۔ اگر حریف یا بی۔ پیش آئے

کالماس بجائے بادہ و رسا غراست

خونِ دلی آرزو ہے اشکِ پیہم

۴۷ پی جا کہ بجائے ہے پیماں میں سم

آزار طلب سینہ کا عاشق ہے غم

اے غیر حریف ہے تو میدان میں آ

و کشور عشق جائے آسایش نیست آنجا ہمہ کاہشت افزائش نیست

بے در و دارم توقع در ماں نیست ^{۴۸} بے جرم و گنہ امید بخشائش نیست

یہ کشور عشق جائے آرام نہیں
بے در و دارم نہیں امید در ماں ^{۴۸}

عشق آمد و گزشتہ بر جانم رنجیت عقلم شد و صبر رفت و ہوشم بگر رنجیت

زین آفتہ سخت دوست و ستم بگرفت ^{۴۹} چوں دید کہ ہرچہ در در پائیم رنجیت

عشق آیا تو جان پر وہ آئی آنت
اس واقعہ سخت میں جن کام آیا دوست ^{۴۹}

گر مروتہ بوم برآمدہ سالے بیست چہ پنداری کہ گورم از عشق تہیست

گر دست بخاک من نہی کا پخت ^{۵۰} آواز وہم کہ حال معشوقم چیت

مر کہ مجھے ہو بیست برس کا عرصہ
تو خاک کی چٹکی بھی اٹھائے گا اگر ^{۵۰}

اے قبلہ ہر کہ مقبل آمد رویت روئے ہمہ قبلان عالم سویت

امروز کسے کر تو بگرداندر روئے ^{۵۱} فردا بکدام رو بہ بند سویت

چہرہ ترا قبلہ ہے ہر اک مقبل کا
بد بخت اگر آج پھر اچھے سے کوئی ^{۵۱}

ہر صاحب اقبال کا تو قبلہ نما
کس منہ سے وہ کل دیکھ گیا دیدار ترا

از ما ہمہ عجز و نیستی مطلوب است

ہستی و توانا بخش ز ما منکوب است

۵۲ ایں دست پدید گشتہ در صورت ما

۵۲ ایں قدرت فعل از اں بجا منسوب است

چہ نیستی و عجز ہی - ہم سے مطلوب

ہستی و لوازم اُسکے ہم سے منکوب

۵۲ صورت میں ہماری خود ہوا وہ ظاہر

۵۲ ہیں قدرت و فعل صرف ہم سے منسوب

گر سبچہ صدوانہ شماری خوب است

در جام مے از کف نگذاری خوب است

۵۳ گفتی چہ کنم - چہ تحفہ آرم بر دوست

۵۳ بے درو میا - ہر آنچہ آری خوب است

سودا نے کی تسبیح شماری بھی بھلی

پیمانہ مے ہاتھ میں - اچھا وہ بھی

تو کہتا ہے - لیجاؤں میں کیا یار کے پاس

۵۳ آدر کے ساتھ - پھر ہے ہر چیز کھری

آلودہ دنیا جگر ریش تراست

آلودہ تراست ہر کہ درویش تراست

۵۴ ہر خر کہ بروزنگی و زنجیرے ہست

۵۴ چوں برنگری بار بروزیش تراست

آلودہ دنیا ہے زیادہ مضطر

جو جتنا ہے درویش ہے آلودہ تر

جس خرپہ کہ زنگورہ و زنجیرے بھی ہو

۵۴ اُسپر ہی زیادہ بار ہو گا اکشر

دی شب کہ دلم ز تاب سچراں خست

اشکم ہمہ درویدہ گریاں می خست

۵۵ می سو ختم آنچناں کہ غیر از دل تو

۵۵ بر من دل کافر و مسلمان می خست

کل شب تب فرقت میں جلا کچھ ایسا

جو اشک تھا آنکھوں میں جلا خشک ہوا

الفصہ جلا اتنا - کہ اک تیرے سوا

۵۵ مجھ پر دل ہر گسر و مسلمان جلا

سیمانی شد ہوا و زنگاری و شست
اے دوست بیاؤ بگذرا نہ ہرچہ گذشت

گرمیل و فاداری۔ اینک اد جا^{۵۶}
وسیل جفا واری اینک سر و طشت

چلتی ہے ہوا۔ سبز ہوا۔ سارا دشت
آیار۔ قصور بخش میرا۔ سر دست

ہے میل وفا اگر تو حاضری و جاں^{۵۶}
ہے خواہش جو را اگر۔ تو یہ ہے سر طشت

عقرب میر زلف یار و مہ چہر اوست
شیریں سخن کہ شہد و رشکر اوست

با ایں ہمہ کبر و تاز کا ندر میر اوست^{۵۷}
فرماں وہ روزگار فرماں میر اوست

عقرب۔ میر زلف۔ چاند اُس کا حلقہ
شیریں سخن میں شہد و رشکر کے سوا

با ایں ہمہ کبر و تاز جو ہے اُس کو^{۵۷}
فرماں وہ روزگار اُس کا بندا

اے دل چو خدنگت رگ جاں کشید
منمائے بکس خرقہ خوں آلودت

می نال چنانکہ نشوند آواز ت^{۵۸}
می سوز چنانکہ بر نیاید وودت

جب تیر نظر تیری رگ جاں میں گئے
اے دل۔ نہ کوئی بوند لہو کی دیکھے

آوار سننے نہ کوئی اس طرح سے رو^{۵۸}
یوں جل۔ کہ دھواں تک نہ نکلنے پائے

سیر سخن دوست۔ نمی یار م گفت
در لیت گراں بہا۔ نمی یار م گفت

ترسم کہ بخواب در بگویم۔ بکسے^{۵۹}
شبہا ست کرین خوف نمی یار م گفت

سیر سخن دوست۔ نہیں کہہ سکتا
ہوتی ہیں گراں بہا۔ پر و نا کیسا

کہہ گذروں کسی سے نہ کہیں خواب میں^{۵۹}
راتیں ہوتیں۔ اس ڈر سے نہیں سو یا

در بحر یقیں کہ در تحقیق بے است
گرداب در وجودم کشی نفسے است

ہر گوش صد حلقہ چشم پر آب
ہر موج اشارہ ز ابروئے کسے است

پُر از در تحقیق یقیں کا دریا
اُس میں ہے فقط یہ نفس گرداب بلا

ہر سپی اشارہ چشم پر اشک کا ہے
ہر موج میں ابرو کا کسی کے نقشا

شب آمد و رفتم اندر غم دوست
ہم بر سر گرہ چشم ماخوست

از خون دلم ہر مژہ پنداری
نختے است کہ پارہ جگر بر سر دوست

شب ہوتے ہی غم نے مجھے آکر گھیرا
تم جانو! کہ آنکھوں کی توخو ہے رونا

سمجھو اُسے پلکوں پہ خونِ دل ہے
ہر نوک مژہ پر اک جگر کا ٹکڑا

گفتی کہ فلاں زیادہ خاموش است
از باوہ عشق دیگرے مدہوش است

شرمت باوا! ہنوز خاکِ در تو
از گرمی خونِ دل من و رجوش است

کیا کہتا ہے؟ میں یا تجھے بھول گیا
الفت میں کسی اور کی مدہوش ہوا

کچھ شرم تو کر! خاک سے تیرے در کی
اب تک ہے مرے خون کی گرمی پیدا

آں شب کہ مرا بوسل آں رنگ است
بالائے شہم کو تہ و پہنا تنگ است

واں شب کہ ترا بر مین بسکیں خنک است
شب کو رو خرو گنگ پیروں لنگ است

جس شب کہ مجھے ہوتی ہے وس جانان کی خوشی
ہوتی ہے وہی رات نہایت چھوٹی

جورات جدائی میں مری کشتی ہے
ہوتی ہے وہی رات نہایت ہی بڑی

اندر ہمہ دشت خاوراں گریختارست آغشته بخون عاشق انگارست

ہر جا کہ پری منہ و کار خسارست ^{۶۴} مارا ہمہ در خوراست - مشکل کارست

کاشا بھی ہے دشت خاوراں میں جو کوئی آلودہ خون عاشقاں ہے وہ بھی
گلہ نظر آتے ہیں جہاں میں ہم کو ^{۶۴} ہم سب یہی مرتے ہیں مشکل ہے بڑی

اے دل غم عشق از پر آئینہ من است سر بر خط او نہ کہ سرائے من است

تو چاشنی درد نہ دانی ورنہ ^{۶۵} یکدم غم دوست - خوشہا من است

دل ہے غم عشق میرے اور تیرے لیے مان اُس کا کہا - کہ ہم ہیں لائق اس کے
معلوم نہیں لذت درد تجھ کو - ورنہ ^{۶۵} تھوڑے سے غم یار پہ - ہم ہوں صد

ناکامیم اے دوست ز خود کامی است ویں سوختگیہائے من از خامی است

مکذا کہ در عشق تو رسوا گردم ^{۶۶} رسوائی من باعث بدنامی است

ناکام ہوں میں تیری ہی خود کامی سے میں جلتا ہوں اے یار تری خامی سے
ایسا نہ ہو میں عشق میں رسوا ہو جاؤں ^{۶۶} میں ڈرتا ہوں صرف تیری بدنامی سے

بر من درد وصل بستہ پیدار و دوست دل را بفراتی خستہ پیدار و دوست

ہر من تبید من شکستگی و درد دوست ^{۶۷} چوں دوست دل شکستہ پیدار و دوست

مجھ پر درد وصل بستہ رکھتا ہے دوست دل ہجر میں خستہ رکھتا ہے دوست
اپنے ہوں شکستگی ہے اور یار کا در ^{۶۷} جب دوست - دل شکستہ رکھتا ہے دوست

عشقم کہ بہر گم - غمچے پیونداست
دروم کہ ولہم بدروحا جہنمداست

صبرم کہ بکام و پنچہ شیرم ہست
شکرم کہ ہدام خورم و رخور شد است

وہ عشق ہوں رگ رگ میں ہے غم جیسے بھرا

وہ صبر ہوں سہتا ہوں زمانے کے الم

ماکشہ عشقیم و جہاں مسلخ ماست
مانہ خور و خواہیم و جہاں مطبخ ماست

مارا بنو و ہوائے فردوس ازانکہ
آں چہرہ آتشین او - دوزخ ماست

ہیں کشتہ عشق ہم ہے قتل دنیا

بیکار ہے جنت - کہ ہماری دوزخ

دل چسیت کہ گویم از برائے غم شست
یا آنکہ حیرم من سرائے غم شست

لطفے است کہ میکند غمت با دل من
ورنہ دل تنگ من چہ جائے غم شست

دل اور ترا غم - کہنا یہ میرا باطل

احسان ہے غم کا بھی یہ دل پر - ورنہ

از کفر سیر زلف وے - ایماں می رخت
وز نوش لبش چشمہ حیواں می رخت

چوں کبک خرا متدہ - بصد عنائی
میرفت وز ستر اقدس جاں میر رخت

اُس کفر نما زلف سے ایساں نکلا

جب کبک کی مانند چلا ناز سے وہ

اور آہ حیات اُس لب شیریں سے بہا

معلوم ہوا جان جہاں از ستر پا

راہیست ز کعبۂ تاج مقصد پیوست از جانبیہ نجانہ رہ و گیرہست

آمارہ رہ مے خانہ ز آبا وانی راہیست کہ کاسہ میر و دوست بہت

کبے سے بھی مقصود کا ایک ہے رستہ مے خانہ کی سمت سے بھی ممکن جانا

لیکن رہ مے خانہ ہے آباد بہت اس راہ میں سر کے بل ہی چلنا ہوگا

عاشق نہ تواند نفسے بے غم زلیست بے یار و یار اگر بود خود غم نیست

خوش آنکہ بیک کر شمر جاں کردنثار ہجران و وصال راندانست چیت

بے غم نہیں رہتا عاشق اک دم زندا بے یار و دیار وہ اگر ہو غم کیا

اچھا ہے وہ جو ادائے جاناں پہ مرا کیا ہجر ہے کیا وصل نہ جس نے جانا

آنی کہ ز جامم آرزوئے تو ز رفت از دل ہوں روئے نکوئے تو ز رفت

از کوئے تو بہر کہ رفت دل ابگذاشت کس بادل خویشتن کوئے تو ز رفت

تو وہ ہے کہ جان تجھ پہ سو جاں فدا ہے دل کو ہوں کہ دیکھے روئے زیبا

دل کھو گیا جو آیا گلی میں تیسری کوچے سے ترے دل کوئی لے کر نہ گیا

یار آمد و گفت خستہ میدار دولت وایم با امید بستہ میدار دولت

مارا بشکستہ گال نظر ہا باشد مارا خواہی شکستہ میدار دولت

یار آیا کہا کہ دل کو خستہ رکھ تو امید سے اپنے دل کو بستہ رکھ تو

میں مورو لطف دل شکستہ جو ہیں گر چاہے ہیں تو دل شکستہ رکھ تو

یا دل ز غمت شکستہ دایم اے دوست
از غیر تو ویدہ بستہ دایم اے دوست

گفتی کہ بدل شکستگان نزدِ دیکم
مانیز دل شکستہ دایم اے دوست

دل غم سے ہے تنگین ہمارا اے دوست
غیروں سے علاقہ بھی نہ رکھا اے دوست

ہے قول ترا کہ عاجزوں سے ہوں قریب
کہ رحم کہ ہم بہت ہی سخت اے دوست

راہ تو بہرِ روش کہ پویند خوش است
کوئے تو بہرِ حیت کہ جویند خوش است

روئے تو بہرِ ویدہ کہ بیند نکو است
ذکر تو بہرِ صفت کہ جویند خوش است

وہ میں تری جس طور سے دور میں بہتر
کوچہ ترا جس سمت بھی ڈھونڈ میں بہتر

اچھا ہے۔ وہ جس طرح بھی تجھ کو دیکھیں
جس رنگ میں۔ تو تجھ سے لگائیں بہتر

عشق آمد و خاکِ محنتم بر سرِ ریخت
زالِ برق بلا بحرِ منم اگلہ ریخت

خوں و رول و ریشہ تنم خست چناں
کز ویدہ بجائے اشکِ خاکِ سترِ ریخت

الفت میں پیارِ غم کا مجھ پر ٹوٹا
اُس برقِ بلا نے میرا خسرِ من پھونکا

دل کیسا کہ رگِ رگ میں جلا خون ایسا
آنکھوں سے ہر اشک۔ اکھ بن کر نکلا

اے دوست اے دوست اے دوست
جویر تو ازاں کشم کہ روئے تو نکو است

مروم گویند بہشتِ خواہی یا دوست
اے یخراں بہشتِ باو دوست نکو است

اے یار۔ اے یار۔ اے یار۔ اے یار
سہتا ہوں جتنا کہ تو ہے خوش رو و دلدار

سب کہتے ہیں مجھ سے قلعہ اچھی کہ حبیب
اے بے خبر و یارِ بغیرِ جنت بے کار

پرسید ز من کسے کہ جانان کیست

گفتم کہ فلاں کس است مقصود تو چیست

نہشت بہائے ہائے بر من بگریست

کز دست چہیں کسے چہاں خوار نیست

پوچھا یہ کسی نے۔ کون ہے؟ یا رترا

نام اُسکا بتا کے میں نے مقصد پوچھا

حالت پر سری اُس نے کہا۔ یہ رو کر

کیونکہ ترا اُس شخص سے جینا ہوگا

عصیانِ خلائق ارچہ صحرایست

ورپیش عنایت تو یک برگ کیاست

ہر چند گناہ ماست۔ کشتی۔ کشتی

غم نیست کہ رحمت تو دریاوریاست

بندوں کے گناہ ہیں جو صحرا صحرا

تیری نظرِ لطف میں ہیں اک تنکا

عصیاں ہیں ہمارے گرچہ کشتی کشتی

غم کیا۔ تری رحمت بھی ہے دریاوریا

چوں حاملِ عمر تو فریب و دے است

ز وادِ مکن گرتا بہر دم تھے است

مغرور مشو بخود کہ اصل من و تو

گروے و شرک و نیسے و نمے است

ہے جبکہ تری عمر کا حاصل دھوکا

فریاد نہ کر۔ تجھ پہ جو ہر دم ہو جفا

مغرور نہ ہو کہ اصل میری۔ تیری

ہے آتش و آب و خاک اور ہوا

از گل طبقے نہادہ کیں وئے حق است

وز مشک خطے کشیدہ کیں تو من است

صد نافہ بہا و دادہ کیں تو من است

آتش جہاں و زوہ کیں تو من است

پیدا کیا گل۔ کہا۔ ہے میرا چہرا

خطِ مشک سے کھینچا کہ یہ اک بال ہوا

سونانہ مشکیں کو کہا تو اپنی

عالم جو جلا عشق میں۔ خو بھی گویا

وانتم نہ لو اے عشرت افراشتنی است
پیوستہ نہ تخم خرمی کا شتنی است

۸۴
این شتنبہا ہمہ بگذاشتنی است
خمر روز روئے کہ نکلہدا شتنی است

یہ عیش کی گھڑیاں نہ رہنگی یکسر
یہ دُور سرور و لطف جائے کھا گذر

۸۴
ہیں قابل ترک یہ بکھیرے سائے
بس وہ رخ روشن ہی ہے پیش نظر

از بارگنہ شد تن مسکینم پست
یارب چه شو و اگر مرا گیری دست

۸۵
گر و ر علم آنچه ترا شاید نیست
اندر کمر مت۔ آنچه مرا باید هست

ہے یتن زار بار عصیاں سے دبا
جب تو نہو دستگیر۔ ہو کون بھلا

۸۵
گو میرے عمل میں نہیں تیرا کچھ بھی
لیکن تری بخشش میں ہے سب کچھ میرا

ایزد کہ جہاں قبضہ قدرت است
داد است ترا و چیز کاں ہر دو نکو است

۸۶
ہم سیرت آنکہ دوست داری ہمہ کس
ہم صورت آنکہ دوست اردو ہمہ کس

خالق نے کہ ہے جہاں پہ جس کا قبضا
دی ہیں تجھے دو چیزیں نہایت عدا

۸۶
سیرت۔ کہ ہر اک کو دوست رکھتا ہے تو
صورت۔ کہ ہر ایک شخص ہے دوست ترا

شیریں دہنے کہ از لب ت جاں میخیت
کفرش ز سبز زلف پریشاں میخیت

۸۷
گر شیخ بکفر زلف اورہ می برد
خاک رہ بُت بر سر ایماں میخیت

شیریں دہن ایسا کہ ہیں لب آب حیات
کفر اس کی سبز زلف سے پھیلے دُرات

۸۷
گر زلف کا اس کی کفر بالیتنا شیخ
پھر کرتا نہ جز کفر وہ ایمان کی بات

آں آتش سوزندہ کہ عشقش لقتب است
وہ پیکر کفر و دین چو سوزندہ تب است

ایماں و گرویش محبت و گراست ^{۸۸}
پینہ بر عشق نہ عجم نہ عرب است

وہ آتش سوزندہ کہ ہے عشق لقتب

ہیں طور محبت اور۔ ایماں ہے اور ^{۸۸}

در عالم اگر فلک اگر ماہ و خور است
از بادۂ ہستی تو پیمانہ خور است

فارغ ز جہانی و جہاں غیر نیست ^{۸۹}
بیرون ز مکانی و مکان تو پراست

عالم میں نہ دھرو فلک ہے پیا

فارغ ہے جہاں سے اور جہاں غیر نہیں ^{۸۹}

نزد است جہاں کہ برونش باخشن است
نزد اوی اور نقش کم ساختن است

دنیا بمثال کعبتین نزد است ^{۹۰}
برداشتنش بر لے انداختن است

وہ نزد ہے دنیا کہ جو جیتا۔ ہارا

ہے نزدیکی کعبتین۔ دنیا گویا ^{۹۰}

درواکہ دریں سوز و گدازم کشت است
ہمراہ دریں راہ درازم کس نیست

در قصر و لحم جواہر را زبے است
اما چہ کنہم محرم را زم کس نیست

ہے حالت سوز میں۔ نہ ہمراہ کوئی

پہنائی قلب میں جواہر ہیں بھرے

ہے راہ دراز میں۔ نہ کوئی ساتھی

ہمدم نہیں کوئی۔ کس سے کہئے دل کی

ہاں تا تو نہ بندی بھرا عائش لشت
کو با گل نرم پرورد خاں ورشت

ہاں تانثوی غرہ بدریائے کرم ^{۹۲}
کو برب لب بحر تشنہ بسیار بکشت

تو اس کے کرم پہ ہرگز اتنا تو نہ پھول
ہیں خار بھی۔ لبش ہیں جہاں جناہیں ٹھول

دریائے کرم پہ کمر نہ غرہ۔ ہرگز ^{۹۲}
پیاسا بھی وہ مارتا ہے دریا پہ نہ بھول

اے خالق خلق رہنمائے بفرست
وے رازق رزق درکشائے بفرست

کارِ من بیچارہ گرہ درگرہ است ^{۹۳}
جے بکن و گرہ کشائے بفرست

اے خالق خلق رہنما بھیج کوئی
اے رازق رزق۔ درکشایہج کوئی

کر رحم کہ شکل ہوئے ہیں کام مرے ^{۹۳}
کام آئے مرے۔ مروجہا بھیج کوئی

دنیا بچوے و فائدہ رواں دوست
ہر لحظہ ہزار مغز سرگشتہ دوست

می داں کہ خدائے دشمنش می وار ^{۹۴}
گردشمن حق نی چراواری دوست

دنیا میں نہیں ہے ایک تل بھر بھی وفا
ہیں ایسے ہزاروں جن سے کی اس نے وفا

یہ جان لے مبنوضہ حق ہے۔ دنیا ^{۹۴}
دنیا سے لگاتا نہیں دل۔ مرد خدا

گردوں کمرے ز عمر فرسودہ است
دریا اثرے ز اشک آلودہ است

دوزخ شرے ز رنج بہودہ است ^{۹۵}
فردوس دے ز وقت آسودہ است

گردوں کا ہے خم ہماری پیری کی کمر
اشکوں کی نمی کا گویا دریا ہے اثر

دوزخ ہے شر ہما سے رنج و غم کا ^{۹۵}
جنت ہے۔ وہ آرام۔ جو پایا دم بھر

وی گیسوئے عنبرین عنبر سائیت

از طرف بنا گوش سمن سیمایت

۹۶

افتادہ بیپائے تو بزاری میگفت

سرتاپا پائیم فدائے سرتاپا پائیت

کل زلف معبر نے مرے ماہ لقا

چھو کر تری نرم یاسینی گدیا

۹۷

قدموں پہ ترے گر کے بصد عجز کہا

سرتاپا قدم تیرے سرتاپا پہ فدا

از کار کسے قرار می باید ہست

ویں یار کہ ورنہ رومی باید ہست

۹۷

بہرے کہ پہنچ کار می باید ہست

وصلے کہ چو جاں بکار می باید ہست

اغیار کے کاموں سے ہے مجھ کو فرصت

آغوش میں ہے مری۔ مرا مہ طلعت

کیا کام مجھے ہجر سے؟ بے کار ہے وہ

ہے وصل سے حاصل مجھے ہر دم فرحت

گبریت دین ہم کہ پنهانی نیست

برداشتن سرم با سانی نیست

۹۸

ایمانش ہزار دفعہ تاقیق کروم

ایں کافر اسر مسلمان نیست

ہے قوت داہمہ میں کافر ظاہر

ہم رفع خیال سے ہیں اُس کے قہر

ایمان کی ہزاریں نے تلقیق اُسے کی

ایمان نہیں لاتا وہ خودی کا کافر

اں روز کہ آتش محبت افروخت

عاشق روشن عشق ز معشوق آموخت

۹۹

از جانب دوست سرزد و این گداز

تا روز گرفت شمع پروانہ لسنوخت

جب شعلہ عشق اول اول بھڑکا

معشوق سے عاشق نے عشق سیکھا

ظاہر ہوا معشوق ہی سے سوز و گداز

جب تک نہ جلی شمع۔ نہ پروانہ بجلا

می رفتم و خون دل براہم میرنجیت

دوزخ و دوزخ شر ز آہم میرنجیت

می آیدم از شوق برگلشن کون

دامن و امن گل از کنارم میرنجیت

بہتا تھا لہو دل کا۔ جورہ میں نے چلی

دوزخ ہوئی ہر آہ جو لب پر آئی

میں گلشن دنیا میں بصد شوق آیا

گل گرتے تھے جھولی سے بکثرت میری

از باد صبا و لم چوبوئے تو گرفت

بگذاشت مراد جستجوئے تو گرفت

اکنوں ز منش بیچ نہ می آید یاد

بوئے تو گرفتہ بو و خوئے تو گرفت

بُو۔ باد صبا سے تری۔ جس دم پائی

دل نے مجھے چھوڑا جستجو تیری کی

اب یاد بھی میری۔ نہیں آتی اُس کو

حاصل ہوئی۔ بُ تیری۔ تو خوبھی تیری

ہر چند آدمی ملک سیرت و خوست

بد گرتہ بود بد شمن خود نیکو است

و یوانہ دل نیست کہیں عادت است

کو دشمن جان خویش میدارد دوست

انساں ہے ملک سیرت و خصلت تاہم

اچھا تو جھپی ہے کرسے دشمن پہ کرم

میرے دل دیوانہ کو دیکھے کوئی

یہ دشمن جاں پر اپنے دیتا ہے دم

دل طفلک خاک بیز غزال بست

میز و بد دوست روئے خور ای سخت

می گفت بہائے ہائے افسوس و ریغ

ریگے یہ نیا فتم و غزال شکست

لڑکے کی طرح دل بھی ہے غزال بست

غزال سے مار۔ چہرہ زخمی کیا سخت

کہتا تھا کہ ہائے ہائے افسوس و ریغ

ہاتھ آیا نہ ریگ اور ہوئی غزال شکست

اند رہمہ دشت خاوراں سنگے نیست کش بامیں روزگار من جنگے نیست

بالطف و نوازش وصال تو مرا ^{۱۰۴} درواون صد ہزار جاں سنگے نیست

پتھر بھی ہے دشت خاوراں میں کوئی ہے مجھ سے خلافت اور زمانے سے بھی

حاصل ہو۔ جو لطف و صل پھر ننگا نہیں ^{۱۰۴} قربان ہوں اگر ہزار جاں میری

سہرا سر و دشت خاوراں سنگے نیست کہ خون دل ویدہ برورنگے نیست

در ہیج زمین و ہیج فرسنگے نیست ^{۱۰۵} کہ دست غمت نشستہ دلتنگے نیست

جتنے بھی ہیں دشت خاوراں میں پتھر ہیں خون دل ویدہ سے رنگیں اکثر

ہے کوئی زمین ایسی نہ ایسا فرسنگ ^{۱۰۵} بیٹھا ہونہ غمدیدہ اُلفت جسر

تیرے زکمانخانہ ابروئے تو جست دل پر توے وصل را خیالے می بست

خوش خوش زو لم گذشت میگفت نیا ^{۱۰۶} ما پہلوئے چوں تویی نخواہیم نشست

ابرو سے کماندار اترے تیر چلا دل کو ترے وصل کا تصور تھا بندھا

کس ناز سے بولا پار دل کے ہو کہ ^{۱۰۶} بیٹھوں گانہ پہلو میں جو ہو تجھ جیسا

صد شکر کہ گلشن شفا گشت تننت صحت گل عیش نخت در پیرہنت

تپ را بخلط در تننت افتا و گذار ^{۱۰۷} منت کہ عرق شہرہ چکید از بدنت

صد شکر کہ گلشن شفا جسم ہوا صحت نے گل عیش پیرہن میں ٹپا

تپ نے غلطی کی ترے تن میں آئی ^{۱۰۷} پھر بن کے پسینہ اُسے جانا ہی پڑا

پیہ ور گاوار است و گاؤ در کہسار است

ماہی سر شمی بدریا بار است

بزرگوار است و یوزور بلسار

۱۰۸ زہ کردن این کماں ہے دشوار است

کہسار میں گائے گائے میں ہے چربی
بلسار میں چیتا ہے تو بزرگوار ہے

۱۰۸ جا کر رہی دریا میں سر شیم ماہی
زہ کرنے میں اس کماں کے دشواری

آں یار کہ عہد و ستاری شکست

میرفت و منش گرفتہ دامن و دوست

سیکفت کہ باز ازاں بخوابم بینی

۱۰۹ پنداشت کہ بعد ازاں مرا خوابے بہت

وہ یار کہ جسے عہد یاری - توڑا
بولا کہ بلینگے تجھ سے اب خواب میں ہم

۱۰۹ جانے کو ہوا - تو میں نے دامن تھاما
کیا خواب - بنیر اس کے مجھے خواب آیا

مجنون تو کوہ راز صحران شناخت

دیوانہ عشق تو سراز پان شناخت

ہر کس بہ تورہ یافت ز خود گم گر وید

۱۱۰ آنکس کہ ترا شناخت خورانشناخت

مجنون ترا سمجھا ایک کوہ - صحرا
خود گم ہوا - جسے کہ تیری راہ چلی

۱۱۰ دیوانہ عشق کو ہیں یکساں سرو پا
اپنے کو نہ جانا جسے تجھ کو جاننا

گر کار تو نیکو ست بہ تدبیر تو نیست

ور نیز بد است ہم ز تقدیر تو نیست

۱۱۱ تسلیم و رضا پیشہ کن و شاد بزی

۱۱۱ بول نیک و بد جہاں بہ تقدیر تو نیست

تدبیر نہیں تیری جو ہے کام اچھا
راضی برضارہ کے جہاں میں خوش جی

۱۱۱ تقدیر نہیں تیری اگر ہے وہ بڑا
تقدیر سے تیری نہ بڑا کچھ نہ بھلا

غازی کہ پئے شہادت اندر تگ پست

غافل کہ شہید عشق فاضل تراز پست

فردائے قیامت او بدیں کے ماند

۱۱۲

آں کشتہ دشمن است و این کشتہ پست

غازی کو ہے جستجو شہادت کی مگر

غافل ہے کہ ہے شہید عشق فاضل تر

وہ حشر میں کب اُس کے برابر ہوگا

۱۱۳

وہ کشتہ دشمن - یہ شہید دلبر

اے درتو عیا نہا و نہا نہا ہمہ ہیج

پندار یقیں با و گماں با ہمہ ہیج

از ذات تو مطلقاً نشان توں داد

۱۱۳

کا نجا کہ توئی بو و نشان با ہمہ ہیج

نزدیک ترے ہیج ہیں باطن ظاہر

ہے ہیج گماں - اور یقیں بھی غاصر

ممکن نہیں ذات کا نشان دے کوئی

۱۱۴

جس جا کہ ہے تو وہاں نشان ہیں قاصر

اے بارخت انوار سے و نور ہمہ ہیج

بالعل تو سلسبیل کوثر ہمہ ہیج

بودم ہمہ ہیں - چو تیز ہیں شدہ ششم

۱۱۴

ویدم کہ ہمہ توئی و دیگر ہمہ ہیج

آگے ترے چہرے کے ہیں کیا شمس و قمر

بڑھ کر لب لعلیں سے نہ سلسبیل کوثر

تھائیں ہمہ ہیں - پھر جو نظر تیز ہوئی

۱۱۵

دیکھا ہمہ دوست - ہیج باقی یکسر

رخسارہ من تازہ گل گلشن روح

نازک بود آں قدر کہ ہر شام صبح

نزدیک پدیدہ گر خیال شش گذرد

۱۱۵

از سایہ خار ویدہ گہ دو بھروج

رخسار میرا تازہ گل گلشن روح

نازک ہے کچھ اتنا کہ اگر شام صبح

آنکھیں میں تصور بھی کسی وقت جو آئے

۱۱۵

سایہ سے بھی ہو خار مرہ کے بھروج

دور وصل ز اندیشہ دوری فریاد در ہجر ز درونا صبری فریاد

افسوس ز محرومی دوری افسوس ^{۱۱۶} فریاد ز درونا صبری فریاد

ہے وصل میں اندیشہ دوری کا الم اور ہجر میں درونا صبری کا غم

محرومی دیدار ہے۔ افسوس۔ جدا ^{۱۱۶} اور کرتا ہے درونا صبری بیدم

دل از نظر تو جاودانی گردد غم با الہم تو شادمانی گردد

گر با و بد و نرغ برد از کوئے تو خاک ^{۱۱۷} آتش ہمہ آب زندگانی گردد

دل دید سے عمر جاودانی پائے غم بھی ترے غم سے شادمانی پائے

دو نرغ میں ہوا ڈالے ترے کوچہ کی خاک ^{۱۱۷} تو آگ بھی آب زندگانی پائے

طالع سیر عافیت فروشی دارو ہمت ہو بس پلاس پوشی دارو

ایںجا کہ بیک سوال بخشند و کون ^{۱۱۸} استغنائیم۔ سر خموشی دارو

طالع میں ہے اظہار عافیت کا میری

یہ ہے وہ مقام ہوں عطا ہر دو جہاں ^{۱۱۸} ہمت کو ہوس کروں فقط دروشی

استغنائی کی شان ہے نہ مانگو کچھ بھی

ایں گیدی گبر از کجا پیدا شد ایں صورت قبر از کجا پیدا شد

خورشید مرا ز چشم من پنہاں کرد ^{۱۱۹} ایں لکھ ابر از کجا پیدا شد

پیدا یہ کہاں سے ہوا نا لائق گبر

خورشید کو میرے اس نے پوشیدہ کیا ^{۱۱۹} نگلی یہ کہاں سے ہے بھلا صورت قبر

ظاہر ہوا کس سمت سے یہ لکھ ابر

اَل دُشْمَن دُوسْت بُوَد۔ ویدی کہ چہ کرد

۱۲۰ تا اینکہ بغور اور سیدی کہ چہ کرد

می گفت ہماں کنم کہ خواہد دل تو

ویدی کہ چہ میگفت شنیدی کہ چہ کرد

وہ دشمن دوست تھا۔ کیا کیا دیکھا

مطلب بھی نہ تو سمجھا تھا۔ کیا اُس نے کیا

کہتا تھا وہی کروں گا جو ہو مرضی

۱۲۰ کیا قول تھا۔ دیکھا؟ کیا کیا؟ تو نے سنا؟

ز اَل خُوبِری کہ کس خیال تو کند

یا ہچو منی فکر حال تو کند

۱۲۱ شاید کہ با فرینش خود ناز و

۱۲۱ ایزد کہ تماشا شائے جمال تو کند

لوگوں کے خیال سے بھی تو ہے اچھا

اُس فکر سے برتر۔ جو کرے مجھ جیسا

زیبا ہے کہ خالق تجھے پیدا کر کے

۱۲۱ خود ناز کرے جس جو دیکھے تیرا

عاشق کہ تو اضع نماید چہ کند

شہما کہ بکوی تو نیاید چہ کند

۱۲۲ گر بوسہ دہد زلف ترا۔ رنجہ مشو

۱۲۲ دیوانہ کہ زنجیر نخاید۔ چہ کند

ہے عجز فقط کام ترے عاشق کا

یا شب کو تری گلی کا آنا جانا

ہرگز نہ بگڑ بوسہ جو وہ زلف کائے

۱۲۲ زنجیر نہ جو چبائے دیوانہ کیا؟

مردان خدا ز خاکدان و گرانند

مرغان ہوا ز آشیان و گرانند

۱۲۳ منکر تو از بس چشم بدیشاں کایشاں

۱۲۳ فارغ ز دو کون و درمکان و گرانند

ہیں اور ہی مٹی سے یہ مردان خدا

ہیں اور ہی آشیان کے مرغان ہوا

تو ان کو نہ دیکھ چشم ظاہر میں سے

۱۲۳ فارغ دو جہاں ہے مکان اور اُن کا

ز اس پیش کہ طاق چرخِ اعلیٰ زودہ اند
وہیں بارگہ سپہرِ مینا زودہ اند

ماورِ عدم آبادِ ازل خوش خفتہ
۱۲۴ بے مارِ قیمِ عشق تو برما زودہ اند

جس دم کہ نہ تھا چرخِ بلند و اعلیٰ
موجود نہ تھا جب یہ سپہرِ مینا

تھے چین سے سوتے عدم آباد میں ہم
۱۲۴ ہم خود نہ تھے۔ تھا عشقِ مقدیرِ تیرا

اے بادِ بخاکِ مصطفایت سو گند
باراں بہ علی مرتضایت سو گند

۱۲۵ افتا وہ بگر یہ خلق بس کن بس کن
دریا بہ شہید کر بلایت سو گند

خاکِ درِ مصطفیٰ کی لے ہوا تجکو قسم
ہے تجکو علی کی قسم لے مینہ اب تھم

۱۲۵ مخلوق خدا ہے نالاں بس کر بس کر
دریا! اپنے شبیرِ ذرا تو لے دم

اقل آنکہ دلہم عشقِ نگارم بر بود
ہمسایہ من ز نالہ من نہ غنود

۱۲۶ اکنوں کم شد چونالہ دروم یفزود
آتشِ چوہمہ گرفت کم کرود۔ وود

جب دل مراد لیرنے چرایا پہلے
سویا مرا ہمسایہ نہ نالوں سے مرے

۱۲۶ اب کم ہوئے تالے تو بڑھا درودی
کم ہو گا دھواں آگ جو پوری بھر کے

اول رخِ خود بہا نہا لیست نمود
تا آتشِ ما جائے و گر کرود وود

۱۲۷ اکنوں کہ نمودی و برودی دل با
نا چار تر اولسیر ما پاید بود

شکل اپنی تمھیں ہم کو دکھانی ہی نہ تھی
لو لگتی کہیں اور ہمارے دل کی

۱۲۷ دل بچکے جب جلوہ دکھا کہ ہم کو
دیر نہیں ہو سکتا ہے اب اور کوئی

ہرگز و لم از یاد تو غافل نشود
گر جاں برو و مہر تو از دل نرود

افتادہ تر روئے تو در آئینہ دل
عکسے کنہ ہیچ وجہ زائل نشود

ہرگز نہیں لیا دے تیری غافل
مر جاؤں گا اور یاد کر لیتا تجھے دل
آئینہ دل میں ترے رخ کا - مہر
وہ عکس پڑا ہے کہ نہ ہو گا زائل

پیریم و لے عشق چو دمساز آید
ہنگام نشاط و طرب و ناز آید

از زلف رسائے او کمندے فکیم
بر گردن عمر رستم تا باز آید

ہوں پیر مگر عشق چو دمساز ہوا
وقت طرب و نشاط گویا - آیا
اُس زلف رسا کی ڈالیں گردن کمند
تاکہ پٹ آئے عمر کا گذشتہ حقہ

در باغ روم کوئے تو ام یاد آید
بر گل نگر م روئے تو ام یاد آید

در سایہ سرواگر وے بنشینیم
سرد قد و کجائے تو ام یاد آید

گلشن میں مجھے تیری گلی یاد آئے
گل و یکھ کے شکل چاند سی یاد آئے
بیٹھوں جو کبھی سرو کے سایہ میں
قدیرا مجھے سرو سہی یاد آئے

من صرفہ برم کہ بر صغیر اعدازد
مشتے خاشاک لطمہ پرور یادزد

ماتنخ بر مہند ایم در و سرت قصا
شد شستہ ہر آنکہ خویش را بر یادزد

نقصان نہ ہوا - جو مچھلے اعدا ٹوٹے
بہہ جائیں - جو دیا کو دیں تھپڑاٹنگے
میں دستِ قضا میں ہوں بر مہند ملو
خود کشتہ ہو جو میرے مقابل آئے

دلبر دل خستہ را نگاہ می خواهد
بفرستم گردش چنان می خواهد

۱۳۲۲

وانکہ بنظر اوید ہر ہرہ بہم
تا مشرودہ کہ آورد کہ جاں می خواهد

دل چاہتا ہے مفت ہمارا۔ دلبر
آنکھوں کو بچھا دوں گا پھر اُسکی رہیں

۱۳۲۲

اے خواجہ ز فکر گور غم می باید
اندر دل ویدہ سوز و غم می باید

۱۳۲۳

صد وقت برائے کار دنیا داری
یک وقت بفکر گور ہم می باید

اے خواجہ غم قبر کی ہے۔ فکر اچھی
سو وقت ہیں وقف کار دنیا کے لیے

۱۳۲۳

خو راں بنظر او نگارم صف و
رضواں ز تجھ کف خود بر کف زو

۱۳۲۴

اں خال سیراں خان سطرف زو
ابدال زہیم چنگ در مصحف زو

صف بستہ ہیں خوریں پئے نظارہ یار
وہ خال سیہ دیکھ کے اُس کے رخ پر

۱۳۲۴

جائیکہ تو باشی اثر غم نہو
آجاکہ تباشی دل خورم نہو

۱۳۲۵

اں را کہ ز فرقت تو یک دم نہو
شاویش ز زمین آسماں کم نہو

ہو جس جگہ تو۔ وہاں پھٹکتا نہیں غم
ہو جس سے کہ توجہ نہ ہو دم بھر بھی

۱۳۲۵

جس جا نہو۔ تو۔ دل نہیں ہوتا ختم
ہو ہر دو جہاں میں نہ خوشی اُسکی کم

انواع عطا کر چہ خدا می بخشد ہر اسم عطیہ جدا می بخشد

۱۳۶ ور ہر آنے حقیقت عالم را یک اسم فنا یکے بقا می بخشد

ہر قسم کی کرتا ہے عطا کر چہ خدا

عالم کی حقیقت کو ہر اک دم ہر آن

یارم ہم نیش بر سر نیش زند گویم کہ مزن ستیزہ را پیش زند

۱۳۷ چوں در دل من مقام دارو شب زند می ترسم از آنکہ نیش بر خویش زند

جب چر کے پہ چر کے مجھ کو دیتا ہے یا

۱۳۸ رہتا ہے شب و روز وہی اس دل میں

ہر چند کہ جاں عارف آگاہ بود کے در حرم قدس تو اش راہ بود

۱۳۹ دست ہمہ اہل کشف و ارباب شہود از دامن اوراک تو کوتاہ بود

ہر چند کہ عارف نے تجھے پہچانا

۱۴۰ ارباب شہود و کشف نے بھی آخر

دل خستہ و سینہ چاک می باید شد وز ہستی خویش پاک می باید شد

۱۴۱ آں بد کہ بخود پاک شویم اول کا چوں آخر کار خاک می باید شد

دل خستہ و سینہ چاک رہنا اچھا

۱۴۲ بہتر ہے کہ مورتو قبل آن تموتو نہو جائیں

لازم ہے خودی کا بھی مٹانا جھگڑا

آخر میں ہے جب خاک ہی ہونا ہم کو

عاشق چو شومی تیغ لبس باید خورد

زہرے کہ رسد چو شکر باید خورد

ہر چند ترا بر جگر آسبے نہ بود

۱۴۰ وریا دریا خون جگر باید خورد

عاشق کو ہے زیبا کہ وہ بسمل ہی ہے

گر زہر ملے تو اس کو شکر سمجھے

ہر چند جگر میں نہ رہے تیرے تری

۱۴۰ پینا ہے تجھے خون جگر کثرت سے

نقاش اگر زموئے پیر کار کند

نقش دہن تنگ تو و شوار کند

آں تنگی و ناز کی کہ وار و ہمت

۱۴۱ ترسم کہ نفس لب تو اٹکا کند

نقاش اگر بال کا پر کار بنائے

نقش دہن تنگ ہے دشوار کہ آئے

منہ تیرا ہے تنگ و نازک تنائے شوخ

۱۴۱ ڈرتا ہوں کہ لب تاک کہیں دم ڈرے نہ جائے

بر کوئے تو ہر کرا سو و کار افتد

از سجدہ دیر و کعبہ حیرا رافتد

گر زلف تو و کعبہ فشانند و آہن

۱۴۲ اسلام بدست و پائے زنا رافتد

کوچے سے ترے جس کو سر و کار ہوا

وہ دیر و حرم کو نہیں کہتا سجدہ

تو زلف کو کعبہ میں جو جا کر جمے کے

۱۴۲ اسلام بھی زنا سے جوڑے رشتہ

آں را کہ حدیث عشق در دل گردد

باید کہ ز تیغ عشق بسل گردد

از خاک طپاں طپاں رخ آغشته بخور

۱۴۳ بر خیز و گرو سر قاتل گردد

باتوں سے عشق کی بھرا ہو جو دل

شمشیر محبت سے وہ ہو کر گھائل

مٹی میں تر پتا ہوا آلودہ بخوں

۱۴۳ ہو جائے بصد شوق فدائے قاتل

ور ویشاںند ہر چہ ہست ایشاںند در صفہ یار در صف پشیاںند

خواہی کہ بس وجود زگر دانی ^{۱۴۴} بالیشاں باش کیمیا ایشاںند

سرمایہ عالم ہیں خد کے بندے ہیں یار کے دربار میں سب آگے

تو چاہے بس وجود تیرا زر ہو ^{۱۴۴} یہ لوگ ہیں کیمیا ملا کر ان سے

زاں نالہ کہ در بستر غم ووشم بود غمہائے جہاں جلد فرا ووشم بود

یاراں ہمہ در دمن شنید ندوے ^{۱۴۵} یارے کہ در دگر و اثر گو شمش بود

کل بستر غم پہ میں نے جو نالہ کیا غم جتنے بھی تھے جہاں کے سب بھولا

اجاب نے بھی در کی حالت دیکھی ^{۱۴۵} عیاکان مراد دست اثر جب ہوا

آدر و صبا گلے ز گلزار امید یار و ح قدس شہیرے افگند سفید

یا کر و صبا شق ورقے از خورشید ^{۱۴۶} یا نامہ یار راست کہ آور و نوید

گل گلشن اُمید کا یا لائی صبا جبریل نے یا سفید شہیر بھینکا

خورشید کا یا پھاڑ افغانے ہے ورق ^{۱۴۶} یا نامہ یار ہے جو لایا مشرودہ

وی وقت سماع بوئے دلدار برد مار البسرا پر وہ اسرار برد

ایں زمزمہ مرکب مرروح ترا ^{۱۴۷} بر وار و خوش بجا لیم یار برد

کل وقت سماع آئی بوئے دلدار مجھ پر ہوئے اسرار انہی اظہار

یہ زمزمہ ہے روح کا تیری مرکب ^{۱۴۷} بجاتا ہے جو تجاؤ اڑا کر موسے یار

لے رہ زحسد ز پیش بیرون نشود خود بیناں را معرفت افزوں نشود

آں فکر کہ مصطفیٰ بر آں فخر آورد آنجا نرسی تا جگر ت خوں نشود

جب تک کہ رہ زحسد ہے پیش نظر خود ہیں کوئے معرفت حق کیونکہ
جس فقریہ فخر مصطفیٰ نے ہے کیا ملتا نہیں جب تک نہ ہے خون جگر

دل صافی کن کہ حق بدل می نکر واپاسے پراگندہ بیک جو نخر و

لے ہر کہ کند صاف دل ز بہر خدا گوئے ز ہمہ مردم عالم ببرد

دل دیکھتا ہے خدا صفا کی کرے جو دل ہیں پریشان نہیں کوڑی کے
جو تصفیہ قلب کرے بہر خدا دنیا میں وہی لیگا سبقت سب سے

ور سلسلہ عشق تو جاں خواہم داد و عشق تو ترک خانماں خواہم داد

روزے کہ ترا پیغم اسے عمر عزیز آں روز یقین بدای کہ جاں خواہم داد

میں سلسلہ عشق میں مرجاؤنگا برباد کروں گا خانماں بھی اپنا

جس روز مری جاں تجھے دیکھونگا یہ جان لے ہو جاؤنگا سو جاں فدا

رفتہ بہ کلیسا ئے ترساؤ یہو و ترساؤ یہو و جملگی رو بہو بود

بر یاد وصال تو بہت خانہ شدم تسبیح بتاں ز مژمہ عشق تو بود

ترساؤ یہو و کے کلیسا میں گیا منہ سب کے تری طرنتے میں نے دیکھا

پھر یاد وصال میں گیا جو بہت خلنے کو تسبیح بتوں کی کھتی ترانہ تیرا

گر عشق دل مرا خریدار افتد ^{۱۵۲} کارے بکنم کہ پروہ از کار افتد

سجاولہ پم ہنیر چہاں افشام ^{۱۵۲} کز ہر تارے ہزار ز تار افتد

گر عشق مرے دل کا خریدار ہے وہ کام کروں راز ہوں افشا سارے

تقوے کو مٹنے کے میں ایسا ٹکوں ^{۱۵۲} زنا ہر اک تار سے جس کے نکلے

اں رشتہ کہ بر لب لببت سودہ شود ^{۱۵۳} وز نوش و ہان ننگ آلودہ شود

خواہم کہ بدیں سینہ چاکم و ذری ^{۱۵۳} شاید کہ ز غمہائے تو آسودہ شود

تیرے لب لعلیں سے جو رشتہ ہو گھسا نوش دہن تنگ سے ہو آلودہ

اُس رشتہ سے تو چاک میر سینہ کی جی ^{۱۵۳} اس رشتے سے شاید گھٹے کچھ غم میرا

گر عدل کنی بر جہانت خوانند ^{۱۵۴} و ز ظلم کنی سب عوانت خوانند

چشم خروت باز کن و نیک بیں ^{۱۵۴} تازیں و وکدام بہ کہ آنت خوانند

گر عدل کرے خیر جہاں تجکو کہیں گر ظلم کرے تو فوجی کُتا سمجھیں

لے کام ذرا عقل سے تو غور تو کر ^{۱۵۴} ان دونوں میں کونسا لب تجکو دیں

آہنا کہ ز معبود و خیر یافتہ اند ^{۱۵۵} از جملہ کائنات سرتافتہ اند

و زیو زہ ہی کنند مرداں ز نظر ^{۱۵۵} مرداں ہمہ از قرب نظر یافتہ اند

معبود حقیقی کو جنہوں نے پایا عالم سے آنکھوں نے منہ کو اپنے نوا

طالب ہیں مشاہدے کے مردانِ خدا ^{۱۵۵} سب کچھ آنکھیں اس قرب نظر سے ہی ما

از ورگہ نقش کوہ و پاموں بستند ترکیب سہی بقدان موزوں بستند

۱۵۶

پا بستہ بزنجیر جنوں من بودم مردم سخننے بیائے مجنوں بستند

ہیں گس تجلی سے یہ کوہ و صحرا قد سہی معشوقوں کا اس سے بھی بنا

پا بستہ زنجیر جنوں تو میں تھا اور قیس سے منسوب اسے لوگوں کیا

تا مرد بہ تیغ عشق بے سر نشود اندر رہ عشق و عاشقی سر نشود

۱۵۷

ہم یار طلب کنی و ہم سر خرابی آ رہے خواہی و لے میسر نشود

شمسیر محبت سے نہو۔ جو۔ بے سر معشوقی و عاشقی کا میدان نہو سر

سر بھی رہے اور یار بھی آغوش میں آئے بے سر و پی خواہش ہو میسر کیونکر

صوفی بسملع سرازاں افشانہ تا آتش خویشی دے بنشانہ

۱۵۸

عاقل داند کہ وایہ گہوارہ طفل از بہر سکون طفل می جنبانہ

یوں جھومتا ہے سماع سنکر صوفی تاکہ ہو ذرا آتش اُلفت ٹھنڈی

عاقل یہ روشن ہے کہ تسکین کے لئے لڑکے کو جھلاتی ہے کھلائی اُس کی

گفتی کہ شب آیم ارچہ بیگاہ شود شاید کہ زبان خلق کوتاہ شود

برخفتہ کجا نہاں توانی کردن کز بوائے خویش تو مردہ آگاہ شود

تم کہتے ہو میں رات گئے۔ آؤں گا سو جائینگے سب تو پھر نہ ہو گا چرا

خوشبو سے تمھاری جب ہوں مرزا آگاہ سوتے ہوئے پہچان نہینگے بھتیس کیا؟

نخشائے بر آنکہ خبر لگایا ریش نبود
جز خور وین اندوہ تو کارش نبود

۱۶۰

در عشق بالیقین نباشد کہ وے
ہم باتو وہم بے تو قرارش نبود

جس کو ہوش و روز فقط تیرا ہی غم
جس کا نہ کوئی یار ہو کر اُس پہ کرم

۱۶۰

بے بہرہ ہے عشق سے یقیناً وہ شخص
جس کو نہ قرار ہو بہر حال اک دم

گویند کہ محتب گمانے نہرو
ایں پردہ تو پیش جہانے نہرو

۱۶۱

گویم کہ ازین شراب اگر محتب است
دریابد قطرہ - بجائے بخرد

سب کہتے ہیں محتب نے گر جان لیا
ہو جائیگا فاش راز سے نوشی کا

۱۶۱

میں کہتا ہوں - اس نے کی حقیقت پر
حاصل وہ کریگا - جان دے کر قطرا

شب خیر کہ عاشقان شب را نکند
گر و در و بام دوست پروا نکند

۱۶۲

ہر جا کہ درے بود شب بر بندند
را ل و در و دوست را کہ شب باز کنند

بیدار ہو - وقت راز عشاق ہے شب
گر و در و بام یار - اُڑتے ہیں سب

۱۶۲

سب کرتے ہیں بند - شب میں دروازوں کو
لیکن در یا ر - بند کرتے ہیں کب

از شب نیم عشق خاکِ دم گل شد
شورے بر خاست قدا و حاصل شد

۱۶۳

سُرخِ عشق بر گِ روح رسید
یک قطرہ خوں چکید و ناشد

گوندھا گیا عشق سے خمیر آدم کا
قد ہو گیا جوش جس دم اُس میں آیا

۱۶۳

جب روح کی رگ میں سُرخِ عشق لگا
وہ دل ہو جو اُس سے کہ قطرہ ٹپکا

ورعشق تو گاہ بُت پرستم گویند
کہ رند و خرابانی و ستم گویند

۱۶۴

اینها ہمہ از بہر شکستم گویند
من شاد و بانگہ ہر چہ ہستم گویند

سب کہتے ہیں بُت پرست اُلفت میں ہی
یارند خرابانی کبھی۔ مست کبھی

سب کچھ ہے یہ اسیلے کہ ہو مجکو شکست
۱۶۴ میں جیسا ہوں کہتے ہیں خوشی ہے اسکی

نے دیدہ بود کہ جستجو نش نکلند
نئے کام و زبان کہ گفتگویش نکلند

۱۶۵

ہر دل کہ درو بوئے وفائے نکلند
گر پیش سگ افکنند پوشش نکلند

وہ آنکھ نہیں جسے نہ جستجو ہو اُس کی
بیکار زبان نہ جیسے گفتگو ہے اُس کی

وہ دل کہ نہ ہو بوئے وفا کچھ اُس میں
۱۶۵ گئے کو بھی مرغوب نہ ہو اُس کی

آسان گل باغ مدعا نتواں چید
بے سرز نش خارِ جفا نتواں چید

۱۶۶

بشگفتہ گل مراد بر شاخ اُمید
تا سر نہی بریر پا نتواں چید

گلچینی باغ مدعا ہے دشوار
مکن نہیں جب تک نہ جفا کے چھیں خار

ہر شاخ اُمید میں ہیں گلہائے مراد
۱۶۶ پا مال نہ ہو سر نہ ملے گل زہار

آں روز کہ نور بر شریا بستند
وہیں منطقہ بر میان جوزا بستند

۱۶۷

ور کتم عدم۔ بسان آتش بر شمع
عشقت بہزار رشتہ بر مال بستند

جس دن کہ شریا کو غلط نور کیا
جوزا کی کمر میں تو نے باندھا پیکا

پروے میں عدم کے مثل آتش بر شمع
۱۶۷ سورشوں سے عشق اپنا ہم پر باندھا

دروزر خم از زلف تو در چنگ آمد

از حال بہشتیاں مرانگ آید

گہرے تو بصرائے بہشتم خوانند

صحرائے بہشت درو لم تنگ آید

دو رخ میں تری زلف جو ہاتھ آئے مجھے

میں سمجھوں کہ خلتی بُرے ہیں مجھ سے

صحرائے بہشت میں جو بے تیرے بلائیں

وہ تنگ ہو معلوم بہت دل میں مرے

در مدرسم اسباب عمل می بخشند

در سیکرہ لذت ازل می بخشند

آنجا کہ بنائے خانہ رندان است

سرمایہ ایمان بہ بل می بخشند

ہوں مدرسم میں عمل کے اسباب عطا

اور سیکرہ لذت ازل کی ہے جا

رندوں کے گھروں کی جس جگہ ہے بنیاد

ایمان وہاں - راہ چلتے دیتا ہے خدا

ہوشم نہ موافقان و خویشاں بُروند

ایں کجکلباں موئے پریشاں بُروند

گویند چرا تو دل بدیشاں دوی

واللہ کہ من ندوم ایشاں بُروند

کب خویش و احبائے ہوش لوٹے میرے

البتہ اڑائے گئے زلفوں والے

سب کہتے ہیں کیوں انکو دیا تو نے دل

وہ لیکنے واللہ - دیا کب میں نے

عاشق ہمہ دم فکرِ غم دوست کند

معشوق کرشمہ کہ نیکوست کند

ماجرم و گنہ کنیم او لطف و کرم

ہر کس چیزے کہ لائق دوست کند

عاشق کو شب و روز ہے فکرِ غم یار

معشوقوں کا ہے کام کہ شمع ہر بار

ہم مجرم و گنہ کرتے ہیں لطف و کرم

ہر شخص وہی کہتا ہے جو جھکا ہے کار

از لطف تو ہیج بندہ نو میدانشد
مقبول تو جز مقبل جاوید نشد

۱۴۱

مہرت بکدام ذرہ پیوستی
کاس ذرہ بہ از ہزار خورشید نشد

ما یوس نہیں لطف سے تیرے بندہ
مقبول ترا مقبل جاوید ہوا

جس ذرہ پہ تیری نظر مہر ہوئی
وہ ذرہ ہزار بار سورج سے بڑھا

۱۴۲

شاوم بدے کز آرزویت گذرو
خوش دل بجدیشے کز رویت گذرو

۱۴۳

نازم بد و چشمے کہ بسویت گذرو
بوسم کف پائے کہ بکویت گذرو

گذرے جو تری یاد میں وہ وقت اچھا
اچھا وہ کلام جس میں ہو ذکر ترا

آنکھوں ہوں نازاں کہ تجھے دیکھتی ہیں
کو پیے میں ترے گئے میں چوموں کف پا

۱۴۴

مارا بنود - ولے - کہ خرم گردو
خود بر سر کوئے ماطرب کم گردو

۱۴۵

گر شادی عالیے بجا روئے وہد
چوں بر سر کوئے مار سد غم گردو

وہ دل نہیں اپنا کہ ہو شاد و خرم
خود اس طرف آتی ہے سترت بھی کم

آئے جو ہماری جانب عالم کی خوشی
آتے ہی ہمارے پاس ہو جائے وہ غم

۱۴۶

در چنگ غم تو دل سرودے نکند
پیش تو فغان و نالہ سوئے نکند

۱۴۷

نالیم بنالہ کہ آگہ نہ شوی
سوزیم بآتشے کہ زودے نکند

خاموش ہے دل پنجہ غم میں تیرے
بے سود ہے آہ و نالہ تیرے آگے

ہم روتے ہیں اس طرح نہ ہو تو آگاہ
اُس آگ میں جلتے ہیں ہواں ہی جو نہ دے

۱۴۸

قدت قد من زبار محنت خم کرد

چشمت چشم ز چشمہا پرم کرد

خالت عالم چوروز من تیرہ نمود

زلفت کارم - چو کار خود در ہم کرد

دیکھا ترا قد - خم ہوا - قد غم سے مرا

ہے تیرہ و تار حال - خال رخ سے

از دفتر عشق ہر کہ فروے دارد

اشک گلوں چہرہ زردے دارد

بر گرد سرے شود کہ سوز لیست درد

قربان دے رو کہ در سے دارد

فرمان جسے عشق کے دفتر سے ملا

جس سر میں ہو شور عشق - قربان سپر

گر دشمن مرداں سگی حرق شود

ہم برق صفت بخوشی برق شود

گر سگ بہ مثل - درون دریا برو

دریا نشود پلید - سگ غرق شود

اللہ کے بندوں سے حسد سے جو جلے

گستاخا۔ کو دپڑے کوئی اگر

خلقان تو اسے جلال گونا گونا مند

گا ہے چو الف راست گہے چو نفع مند

در حضرت اجلال خیال مجنوں

کز خاطر و فہم آدمی بیرونند

ہر قسم کی مخلوق ہے خالق تیسری

عشاق کی تیرے تیری نسبت ڈالے

۱۴۹

خم نون کی مانند الف سے سیدھی

وہ ہے جسے عالم میں نہ سمجھے کوئی

مروان تو دل بہر گروں نہند
لب بر لبایں کاسہ پر خوں نہ نہند

۱۸۰
ور وائرہ اہل وفا چوں پرکار
گر سر نہ بند پائے بیروں نہ نہند

مطلب ہے نہ کچھ ظلم سے بندوں کو ترس
یہ کاسہ پر خوں نہ لگائیں منہ سے

۱۸۰
وہ دائرہ وفا میں مشل پرکار
سر رکھ کے قدم نہ رکھیں باہر اپنے

زاقول رہ عشق تو مرا سنبھل نمود
پنداشت رسد بمنزل وصل تو زود

۱۸۱
گامے دوسہ رفت و راہ را دریا وے
چوں پائے وروں نہاد و موجش بر تو

پہلے رہ عشق کو میں آساں سمجھا
اب وصل ہوا تیرا یہہ میں نے جانا

۱۸۱
دریا نظر آئی راہ - کھوڑا جو چلا
موجوں نے بہایا - پاؤں جس دم رکھا

گر نہاں کر و عیب گر پیدا کرو
رشت دارم ازو کہ بس بر جا کرو

۱۸۲
تاج مبر من خاک کف پائے کست
کو چشم مرا بعیب من بینا کرو

ظاہر کیا عیب یا چھپا یا اس نے
ممنون ہوں سب کچھ ہے بجا میرے لئے

۱۸۲
خاک کف پاؤں کی مرے سر کا ہتاج
جس نے مجھے بنایا عیبوں پر مرے

کامل ز یکے ہنر وہ و صد بیند
ناقص ہمہ جا معائب خود بیند

۱۸۳
خلق آئینہ چشم و دل یکدگر آمد
ور آئینہ نیک نیک و بد بیند

کامل کی نظر میں عیب سب کے ہیں ہنر
ناقص کو ہر اک میں عیب آتا ہے نظر

۱۸۳
ایک ایک کا آئینہ ہے مخلوق خدا
نیک آئے نظر نیک کو - بد - بد کو اگر

گلزار وفا۔ زخارِ من می روید اخلاص نہ رہگذارِ من می روید

۱۸۴۷ در فکرِ تو دوش سرِ پزانو بوم ۱۸۴۷ امروز گل از کنارِ من می روید

اُگتا ہے۔ مرے کانٹوں گلزارِ وفا پیدا مری رہگذار سے اخلاص ہوا

کل تیرے تصور میں مراقب تھا میں ۱۸۴۷ آغوش سے میری آج گل ہیں پیدا

دروں ہمہ شرک رو بر خاک چہ سود بالفنس بلید جامہ پاک چہ سود

۱۸۵۵ نہ ہر است گناہ و توبہ تریاک ہے است ۱۸۵۵ چوں نہ ہر بجاں رسید تریاک چہ سود

دل میں ہوا اگر شرک تو سجدہ بے کار باطن ہو بخش تو پاک کپڑا بے کار

توبہ ہے جو تریاک تو عصیاں ہے نہر ۱۸۵۵ سم کھا کے ہے تریاک کا کھانا بے کار

خرمِ دل آنکہ از ستم آہ نہ کرد کس را نہ درون خویش آگاہ نہ کرد

۱۸۵۶ چوں شمع ز نورِ دل سراپا بگشت ۱۸۵۶ وز دامنِ شعلہ دست کوتاہ نہ کرد

خرم ہے وہ دل ظلم ہے۔ اُن نہ کرے آگاہ نہ ہو حال سے کوئی اُس کے

گو نور سے مثلِ شمع چھلے بالکل۔ ۱۸۵۶ شعلے سے مگر ڈر کے وہ پیچھے نہ ہٹے

تا دلوں عشق تو در گوشم شد عقل و خرد و ہوش فراموشم شد

۱۸۵۶ تا یک ورق از عشق تو از میر کردم سی صد ورق از علم فراموشم شد

جب سے کہ مجھے دلوں عشق ہوا عقل و خرد و ہوش تو میں نے کھویا

۱۸۵۶ از بر کیا جب سے اک درودِ اُفت کا جو یادِ علوم تھے سبھی تو بھولا

گو شمع چو حدیث در چشم تو شنید
فی الحال و لم خوں شد و از وید چکید

۱۸۸

چشم تو نکوشو و بمن چوں نگری
تا کور شو و ہر آنکہ نمواند وید

آنکھوں میں تری درو ہے جب میں نے سنا
دل خون ہوا اور مری آنکھوں سے بہا

آنکھیں تری اچھی ہوں جو تو دیکھے مجھے
۱۸۸ میں دیکھوں تجھے اور ہو حاسد اندھا

یک نیم رخت الست منکم ببعید
یک نیم و گران عذابی اشداید

۱۸۹

برگر و رخت نوشته یحیی و یمینیت
من فات من العشق فقل فات شہید

رخ نصف ترا الست منک ببعید
رو نصف و گران عذابی لشداید

ہے رخ پرے نوشتہ یحیی و یمینیت
۱۸۹ من فات من العشق فقل فات شہید

درواکہ ہی روی برہ باید کرد
وین منفرش عاشقی دوتا باید کرد

۱۹۰

بر طاعت و خیر خود نباید نگریست
بر رحمت و فضل او نگہ باید کرد

افسوس کہ تو ہوتا ہے ہم سے رخصت
لازم ہے اٹھائیں ہم باطل الفت

زیبا نہیں طاعت پہ کریں اپنی نظر
۱۹۰ کافی ہے ہمارے لئے فضل و رحمت

آں وقت کہ ایرانچم و افلاک نبود
وین آب و ہوا و آتش و خاک نبود

۱۹۱

اسرار یگانگی سبق می گفتم
وین قالب و این نوا و اوراک نبود

جسدم نہ تائے تھے نہ تھے یہ افلاک
بہ آب و ہوا۔ اور نہ تھی آتش و خاک

اسرار یگانگی سبق تھا میرا
۱۹۱ قالب تھا نہ آواز نہ یہ تھا اوراک

گفتم چشم گفت بر اہش می وار
گفتم کہ و لہم گفت چہ داری دل ۱۹۲
میں نے کہا۔ ہوں آنکھ۔ کہا دیکھے راہ
میں نے کہا دل ہوں۔ تو کہا دل میں کیا ۱۹۲
گفتم جگر مہ گفت یا ہش می وار
گفتم غم تو گفت کا ہش می وار
میں نے کہا۔ ہوں جگر کہا وہ کہے آہ
میں نے کہا غم ہے۔ کہا رکھ اُس کو نگاہ

اے عشق بہ در و تو سرے می باید
من مرغ بیک شعلہ کہا بم بگذار ۱۹۳
اے عشق ترے در و کو سر ہو کوئی
میں ایک ہی شعلہ سے جلا۔ چھوڑ مجھے ۱۹۳
صید تو۔ زمین قوی ترے می باید
کیں آتش را۔ سمندر می باید
ہو صید ترا مجھ سے قوی تر کوئی
اس آگ کو لا زم ہے۔ سمندر کوئی

یار بکشا گرہ تر کار من زار
جز در گہ تو کے بودم و رگا ہے ۱۹۴
یار تو مرے کام کی گتھی سلجھا
کوئی نہیں در میرا۔ بجز در کے ترے ۱۹۴
رحمے کہ ز خلق عاجز مہ در ہمہ کار
محروم ازیں ورنہم اے غفار
کہ رحم۔ کہ مخلوق سے عاجز میں ہوا
محروم نہ کرنا مجھے میرے مولا

یار بہ و نور ویدہ پیغمبر
بر حال من۔ از عین عنایت بنگر ۱۹۵
یار بطفیل حنین آظہر
تو عین عنایت کی نظر کر مجھ پر ۱۹۵
یار بہ و شمع و دمان حیدر
دارم نظرے آنکہ۔ میفتم ز نظر
یار بطفیل و دمان حیدر
یعنی رہے ہر آن عنایت کی نظر

در بزم توای شوخ منم ناز و اسیر
ورکشتن من هیچ نداری تقصیر

باغیر سخن کنی کہ از رشک لبوز ۱۹۶
سو منم کنی نظر کہ "از غصہ میر"

اے شوخ! تری بزم میں ہوں ناز و اسیر
خدا ہاں ہے مری جان کا توبے تقصیر
غیروں سے تکلم کہ جہوں کچھ کے یں ۱۹۶
دیکھے نہ مجھے تاکہ مردوں میں دلگیر

کہ وورقا و دم از وصال ت بضرور
دار و دم از یاد تو صد نوع حضور

خاصیت سایہ تو دارم کہ بدام ۱۹۶
نزدیک تو ام اگر چہ می افتم دور

ہوں جہں سے گو میں بضرورت مجبور
خاصیت سایہ ہے یہ مجھ میں کہ بدام ۱۹۶
حاصل مرے دل کو ہے مگر تیرا حضور
میں پاس ہوں ہر چند ہوں تجھ سے دور

خورشید چو بر شلک ز ندرا بیت نور
در پر تو آں خیرہ شود ویدہ زور

و اندام کہ کشد پروہ ایر ظہور ۱۹۸
فَالنَّاطِرُ يَحْتَلِيهِ مِنْ غَيْرِ قُصُورٍ

خورشید فلک پہ گارے جب بیت نور
لیکن جو کرے ایر کے پیشے میں ظہور ۱۹۸
پر تو سے نظر خیرہ ہو۔ ہر چند ہو دور
فَالنَّاطِرُ يَحْتَلِيهِ مِنْ غَيْرِ قُصُورٍ

اسے فضل تو دستگیر من۔ دستم گیر
سیر آمدہ ام ز خویشتن۔ دستم گیر

تا چند کہم توبہ و تاکے شکم ۱۹۹
اے توبہ وہ و توبہ شکن دستم گیر

تو فضل سے میری دستگیری فرما ۱۹۹
کبتک میں کروں توبہ پھر اسکو توڑوں
میں سیر ہوں اپنے سے۔ ہو یا ز میرا
توفیق تجھی سے ہے۔ ہو توفیق عطا

یارب در دل به غیر خود جا بگذار در دیدہ من گرو متشتا بگذار

گفتم گفتم ز من نمی آید هیچ ^{۲۰۰} سے سے مرا بہ من واکگذار

یارب نہ رہے تیرے سوا دل میں کوئی آنکھوں کو ہودیدار کی حسرت بانی

ہوتا نہیں کچھ مجھ سے مقرر ہواں کا ^{۲۰۰} کر رحم نہ چھوڑ۔ مجھ کو حالت پیری

لذات جہاں چشیدہ باشی ہم عمر با یار خود آرمیدہ باشی ہم عمر

ہم آخر عمر رحلت باید کرو ^{۲۰۱} خوابے باشد کہ دیدہ باشی ہم عمر

چکا ہو۔ تمام عمر۔ دنیا کا مزا گویا سے عمر بھر ہم آغوش رہا

ہے آخر کار۔ تجھ کو مرنا بھی ضرور ^{۲۰۱} یہ خواب تھا عمر بھر جو تونے دیکھا

ہر دُر کہ ز بحر اشکم افتد بہ کنار در رشتہ جان خود کشم گو ہر وار

گیرم بکفش چو سبجہ و فرقت یار ^{۲۰۲} یعنی کہ منی ز غم نفس جز بشار

جو گوہر اشک میرے دامن پہ گرے بس رشتہ جاں میں ہی پرو کہیں اُسے

نتیجہ بکف۔ ہجر صنم میں ہو جاؤں ^{۲۰۲} یعنی ہر سالوں میں گنتی کر کے

ہر لقمہ کہ بر خوان عوان است مخور گر نفس ترا راحت جان است مخور

گر نفس ترا غسل نماید بشل ^{۲۰۳} آں خونِ دل پیرہ نان است مخور

احباب کے خون پہ نہ کھا اک لقمہ ہر چند ہو خوش نفس تیرا من سے نہ کھا

مانا کہ ترا نفس غسل سمجھے اُسے ^{۲۰۳} وہ خونِ دل پیرہ زناں ہے گویا

ناقوس نواز گرز من دار و عار

سجادہ نشین اگر ز من کردہ کنار

من نیز بر غم ہر و دانداختہ ام

۲۰۴ تسبیح و آتش - آتش اندر زار

ہے مجھ سے بہمن کو اگر ننگ و عار

سجادہ نشین مجھ سے اگر ہے ہزار

تو میں بھی ہوں ان دنوں کا پکا دشمن

۲۰۴ تسبیح کو دس آگ جلاؤں ز تار

بایار موافق آشنائی خوشتر

وز ہدم بی وفا جدائی خوش تر

چوں سلطنت زمانہ بگذشتنی است ۲۰۵

پیوند بملک بے نوائی خوش تر

جویار ہو مخلص آشنائی اچھی

ہدم ہو ہو بے وفا - جدائی اچھی

۲۰۵ ہے سلطنت زمانہ ٹٹنے والی

اُس سے تو ہماری بے نوائی اچھی

بدہ مرا تو خدایا وریں خجستہ سفر

ہزار نصرت و شادی ہزار فتح و ظفر

۲۰۶ بحریت - محمد بحق چار علی

۲۰۶ بد و حسن و حسین و بموسی و جعفر

اکہی مجھ کو جو درپیش ان دنوں ہے سفر

دعا یہ کرتا ہوں میں تو قبول سکوک

۲۰۶ عطا ائمہ اشنا عشر کے صدقہ میں ہو

۲۰۶ ہزار نصرت و شادی ہزار فتح و ظفر

تا چند حدیث قامت و زلف نگار

تلاکے باشی طالب بوس و کنار

۲۰۶ گرز انکسائی دروغ زن عاشق و آ

۲۰۶ در عشق چو او ہزار چوں او بگزار

کبت مکہ یہ ذکر قامت و زلف نگار

کبت تک تجھے ہوگی طلب بوس و کنار

۲۰۶ سچا اگر عاشق ہے تو پھر چھوڑ بھی نہ

۲۰۶ ایک اُس کی محبت میں خیال ایسے ہزار

آگاہ بڑی اسے دل و آگاہ بمیر چوں طالب منزلی تو در راہ بمیر

عشق است بساں زندگانی وژ ۲۰۸ زمینساں کہ توئی خواہ بڑی خواہ بمیر

آگاہی میں ہو دل! ترا مرنا - جینا ۲۰۸
مزارہ عشق میں ہے جینا - ورنہ
تو طالب منزل ہے تو رہ میں مرنا
بے عشق کے جینا بھی ہے مرنا تیرا

مجھن و پریشان توام دستم گیر

سرگشتہ و حیران توام دستم گیر

ہر بے سرو پا چو دستگیرے دار ۲۰۹ من بے سرو سامان توام دستم گیر

مجھن و پریشان ہوں مدد کیری ۲۰۹
ہر بے سرو پا کا ہے مددگار کوئی
سرگشتہ و حیران ہوں مدد کیری
میں بے سرو سامان ہوں مدد کیری

دل خستہ و دلفگار و مشرکال خنخیز

رفتہ بر آں یار مہر انگیز

من جائے نکرہ گرم گردون بستیز ۲۱۰ زو باتنگ کہ ہاں چند نشینی بر خیز

آنکھوں سے لہو بہتا - پریشان نزار ۲۱۰
بیٹھا بھی نہ تھا کہ چرخ نے لٹکا را
پاس اُس کے گیا جو ہے مرا ہزنگار
اٹھ جا - آخر نشست کب تک بیکار

من بودم و دوش آں بے خبرنوا

از من ہمہ لایہ بوداز او ہمہ ناز

شب رفت و حدیث مابیاں نرسید

شب راجہ گنہ حدیث مابود و دراز

خلوت میں ملا کل جو بت بندہ نواز
پوری نہ ہوئی بات کہ شب ختم ہوئی
وہ تھا ہمہ تن ناز تو میں محو نیاز
کیا شب کا قصور - قصہ غم تھا دراز

در ہر سحرے باتو ہی گویم راز
برورد کہ تو ہی کہم عرض نیاز

بے منت بندگانت لے بندہ نوا^{۲۱۲}
کارِ من بیچارہ سرگشتہ لباز

ہوتے ہی سحر کہتا ہوں میں اپنا راز
تجھ سے ہی فقط کرتا ہوں کچھ عرض نیاز

احسان کسی کا نہ ہوا اور کام بنے^{۲۱۳}
عاجز ہوں مدد کمری یوں منہ نواز

جہد سے کمین از بند پذیری دوسرے
تا پیشتر از مرگ بمیری دوسرے روز

دنیا زن پرست چہ باشد ار تو^{۲۱۳}
با پیرہ نے آئیں نگیری دوسرے روز

یہ میری نصیحت ہے کہ کر سعی ذرا
تاکہ تجھے ہوا جل سے کچھ پہلے فنا

دنیا ہے زن پر لگا اس سے نہ دل^{۲۱۴}
بوڑھی سے نہیں دل کا لگانا اچھا

دل جزوہ عشق تو نہ پوید ہرگز
جز محنت و درد عشق تو بخوید ہرگز

صحرائے و لم عشق تو شور شاں کرد^{۲۱۴}
تا مہر کے درآں نہ روید ہرگز

دل کو ہے اگر طلب تو تیری ہے طلب
سہتا ہے ترے عشق میں رنج و تعب

جب تو ہی مرے دل میں سما یا آکر^{۲۱۴}
اخیار کا پھر خیال آسکتا ہے کب

تا روئے ترا بدیدم لے شمع طراز
نہ کار کہم نہ روزہ دارم نہ نماز

چوں باتو بوم مجاز من جملہ نماز^{۲۱۵}
چوں بے تو بوم نماز من جملہ مجاز

جب کہ تجھے دیکھا ہے اے شمع طراز
کچھ کام نہ کرتا ہوں نہ روزہ نہ نماز

ہو تیری حضور ی - تو مجاز بالکل ہے نماز^{۲۱۵}
بے تیرے مری نماز بالکل ہے مجاز

اے جملہ بیکیان عالم را کس بچو کر مت تمام عالم را بس

۲۱۶
من یکیم و توبے کسان یاری یارب تو بقریا و من یکیم رس

یارب ہے تو ہی بکیوں کا والی

یا زہر ہے تو بیکسوں کا۔ میں مہون بیکس

تل بھرتی بخش ہے جہاں کو کافی

فریاد مری سُن کہ ہوں میں فریادی

شاہزادو عاتے مرو آگاہ بترس

وز سوز دل و آہ سحر گاہ بترس

بر شکر و بر سپاه خود غرّه مشو

از آمدن سیل بناگاه بر سر

اسے شاہ دُعائے مرد آگاہ سے ڈر

تو لشکر و افواج یہ معسر ورنہ ہو

اور سبزل و آہ سحر گماہ سے ڈر

بیکار یہ سب ہیں سیل ناگما سے ڈر

تو روز شد و جهان بر آرد و نقش

حاصل زیہ پارِ عمر۔ مارا غم و بس

از تقاضای بهار نماید آواز

سوالالہ بہ باغ مسرگین ساخت جس

توروز کے جانے کا جہاں کو ہے الم

کب قافلہ بہار دیتا ہے صد

حاصل ہے ہماری زندگانی کا غم

ہے مثل جس باغ میں مہراے کا خم

در دل و در دلیست از تو پنهان کی پس

تنگ آمدہ چند ان لم از جانی پیر

با ایں ہمہ حال در چنین تنگدلی

جا کرده محبت تو چنداں کہ میسر

اے یار نہ پوچھ درود کا احوال

یہ حال ہے یہ تنگ دلی ہے۔ لیکن

تنگ آیا ہوں میں جاں جینا پئے بال

ہے دل مرا اُلفت سے تری ما اِمال

اے آئینہ ذات تو ذات ہمہ کس
مرآت صفات تو صفات ہمہ کس

۲۲۰

صفا من شدم از بہر نجات ہمہ کس
بر من نبویں سیئات ہمہ کس

اے دو کہ ہر اک ذات ہے۔ آئینہ ذات
تو سب کے گنہ نام پر میرے لکھدے

۲۲۰

اللہ بقربا و من یکس رس
لطف و کرمت یار من یکس رس

۲۲۱

ہر کس یکے و حضرت می ناز و
جز حضرت تو ندار و ایں یکس کس

دنیاد مری سن کہ ہوں یارب یکس
ہر شخص کو ہے ناز کسی اپنے پر

۲۲۱

شاہی طلبی۔ بروگدائے ہمہ باش
بیگانہ ز خویش و آشنائے ہمہ باش

۲۲۲

خواہی کہ ترا چو تاج بر سر دارند
دست ہمہ گیر و خاکپائے ہمہ باش

شاہی کی طلب ہے تو گدا ہو سب کا
سر تاج بنے سب کا یہ خواہش ہے اگر

۲۲۲

تا دور نرنی بہر چہ داری آتش
ہرگز نشو و حقیقت حال تو خوش

۲۲۳

مارا خواہی خطے بعالم و رکش
کاند ریک دل و دوستی ناید خوش

تو آگ لگا پاس ہے جو کچھ تیرے
اک دل میں سملے دو کی الفت کیسے

۲۲۳

در میدان با سپر و ترکش باش سر ہجج بخود مکش ببا سرکش باش

گو خواہ زمانہ آید خواہ آتش باش تو شاد و بزی و درسیانہ خوش باش

میدان طلب میں بیٹھ ہر دم تیار خاموش نہ رہ یار سے رکھ تو سروکار

گو گذریں ہزار گرم و سرد عالم آرام و خوشی سے اپنی تو عمر گزار

سودائے توام ورجنوں میزد ووش دریائے دویدہ موج خوں میزد ووش

در نیم شبے خیل خیال تو رسید ورنہ جانم خیمہ بروں می زد ووش

سودا تری اُلفت کا جو کچھ او بر بڑھا کل خون کا دریا مری آنکھوں سے بہا

شب گذری تھی آدھی کہ ترا آیا خیال ورنہ مرادم تن سے نکل ہی جاتا

در خانہ خود نشستہ بوم دل لیش وز بار گنہ فکندہ بودم سر پیش

آواز آمد کہ عم مخور اے درویش تو درخور خود کنی و مادر خور خویش

میں بیٹھا تھا گھریں اپنے دل لیش کھا مجھ کو گناہوں کا تر دو در پیش

آئی یہ ندا کہ عم نہ کراے درویش رحمت ہے گناہوں سے تیرے بیش از بیش

آتش بدو دست خویش در خرمن خویش خود بر زوہ ام چہ نالہم از دشمن خویش

کس دشمن من نیست منم دشمن خویش اے وائے من دست من دشمن خویش

خرمن میں لگائی آگ میں نے خود ہی دشمن کا گلا کیسا شکایت کیسی

دشمن نہیں میرا کوئی خمیرے سوا افسوس ہے اس دشمن دست حالت پری

بیوستہ مرا از خالق جسم و عرض حقا کہ ہمیں ہو و زمین است عرض

کاں جسم لطیف را بخلوتگہ ناز فارغ بینم ہمیشہ را سیب مرض ^{۲۲۸}

یہ عرض ہے میری خالق جسم و عرض ہے میری ہمیشہ سے یہی ایک عرض

خلوتگہ ناز میں مری روح لطیف دیکھے نہ کبھی کوئی بھی آسیب مرض ^{۲۲۸}

گشتی بوقوت بر مواقف قانع شد قصد مقاصد از مقصد مانع

ہرگز نشو و نما بکس کشف حجب انوار حقیقت از مطالع طالع ^{۲۲۹}

تو خود ہی تعینات پر ہے قانع مقصود میں ہیں تیرے مقاصد مانع

جب تک نہ حجاب درمیاں ہوں دور انوار حقیقت نہوں ہرگز طالع ^{۲۲۹}

حق تعالیٰ کہ مالک الملک است لیس فی الملک غیرۃ مالک

می رساند بیک و گر ما را انکہ قادر بر علی ذلک ^{۲۳۰}

مالک الملک حق ہے اے مالک لیس فی الملک غیرۃ مالک

ایک سے لیکے دوسرے کوئے انکہ قادر بر علی ذلک ^{۲۳۰}

یا مَنْ بِكَ حَاجَتِي وَرَوْحِي بِيَدِكَ عَنْ غَيْرِكَ أَعْرَضْتُ وَأَقْبَلْتُ إِلَيْكَ

مَالِي عَمَلٌ صَارَ لِي اسْتَظْهَرُ بِهِ قَدْ جُئْتُكَ رَاجِيًا تَوَكَّلْتُ عَلَيْكَ ^{۲۳۱}

تو جان کا مالک ہے میں محتاج ترا اغیار سے پھر کر ترا دامن پکڑا

اپنے نہیں اعمال بھروسہ کیسا رحمت پہ بھروسہ ہے تری اے مولا ^{۲۳۱}

خلقاں ہمہ برور گہستائے خالق پاک
ہستند پئے قطرۂ آبے غمناک

۲۳۲

سقائے سحاب بفرما از لطف
تا آب زندہ بر سیرا میں مشتے خاک

جتنی بھی ہے مخلوق تری خالق پاک
اک قطرۂ بارش کے لئے ہے غمناک

۲۳۲

ہو بہر کرم حکم کہ سقائے سحاب
چھڑکاؤ سے بارش کے دباں سب خاک

دستے کہ رُوئے بنا زور زلف چنگ
چشمے کہ زویدنت زول بروئے رنگ

۲۳۳

اں چشم لبست بے تو ام چہرہ بخول
ایں دست بکوفتے تو ام سینہ بنگ

جو ہاتھ کہ گیسو کو ترے چھو تا تھا
جس آنکھ نے دیدار سے دی دل کو ضیا

۲۳۳

بے تیرے وہ آنکھ اب بہاتی ہے لہو
اُس ہاتھ نے اب بحر میں سینہ کوٹھا

بر چہرہ ندارم ز مسلمان ز رنگ
دار و برسن شرف سگاہل فرنگ

۲۳۴

اں روسیہ ام کہ باش از بدون سن
دورخ راننگ اہل دوزخ راننگ

چہرہ سے عیاں کچھ نہیں سلام کے ڈھنگ
بڑھ کر کہیں مجھ سے ہے سگاہل فرنگ

۲۳۴

اب مجھ سے ہے میری روسیا ہی سبب
دورخ کو بھی رنگ اہل دوزخ کو بھی رنگ

تا شیر بدم شکار سن بود پلنگ
پیر و ز شدم ہر چہ کردم آہنگ

۲۳۵

تا عشق ترا برور آوردم تنگ
از بیشہ بروں کردم راوبہ لنگ

جب شیر تھایں عید مرا تھا چیتا
جس چیز پہ حملہ کیا پکڑا مارا

۲۳۵

جب سے کہ پھنسا دام محبت میں تری
اک رو بہ لنگ نے کچھار میرا چھینا

سرست بدشت خاوراں لالہ آل چوں دانہ اشک عاشقان ہر سال

بنمود چو حسن دوست از پر وہ جمال ^{۲۳۶} چوں صورت حال مرشدش صورت حال

سرست ہے دشت خاوراں میل لالہ ^{۲۳۶} جس طرح کہ اشک عاشقان ہر سال
جب یار کے حسن نے دکھایا جلوہ میری سی ہوئی لالہ کی بھی صورت حال

در باغ کجار و مہ کہ نالہ بلبل بے توجہ کینم جلوہ سرو و سنبل

یا قہ تو ہست انچہ می وار و سرو ^{۲۳۷} یار وئے تو ہست انچہ می وار و گل

گلشن میں کہاں جاؤں ہے گریان بلبل ^{۲۳۷} بے تیرے عبت بہار سرو و سنبل
ہے سرو تو اُس کا بھی ہے تیرا ہی ساقہ ^{۲۳۷} گل و ترے چہرے ہی کا نقشہ ہے گل

اے چار وہ سالہ مہ کہ در حسن جمال ہمچوں مہ چار وہ رسیدی بکمال

یار ب نرسد بخت آسید زوال ^{۲۳۸} در چار وہ سالگی بمانی صد سال

مہ و تر ہے چودہویں سال ایسا جمال ^{۲۳۸} جس طرح کہ ہو چودہویں شب بدر ہلال
اس حسن کو اللہ کرے ہو نہ زوال ^{۲۳۸} یونہی رہے تو چودہ برس کا سو سال

اے عہد تو عہد و ستاں سر بیل از عہد تو کیس خیزد و از مہر تو ذل

اے یکشنبہ ہر شمع و یک روزہ چو گل ^{۲۳۹} پُر و لولہ و میان تہی ہر چو و ہل

ہے عہد تو عہد و ستاں سر بیل ^{۲۳۹} ہے عہد میں کینہ تو تری مہر میں ذل
مہمان ہے شب روز کا مثل گل و شمع ^{۲۳۹} پُر و لولہ و میان تہی مثل و ہل

گر باغم عشق سازگار آید دل بر مرکب آرزو سوار آید دل

گر دل نبود کجا وطن ساز و عشق^{۲۴۰} و عشق نہ باشد بچہ کار آید دل

جس دل میں غم عشق نے گھر آکے کیا
دل ہی جو نہ ہوتا تو کہاں رہتا عشق^{۲۴۰}
اُس دل کا حقیقت میں بڑا کام بنا
اور عشق نہ ہوتا تو نہ دل کام کا تھا

با خود در وصل تو کشودن مشکل دل را بفراغ آرمودن مشکل

مشکل حالے و طرفہ مشکل حالے^{۲۴۱} بودن مشکل با تو نہ بودن مشکل

خود کو نہ مٹاؤں تو نہ ہو وصل ترا
مشکل ہے مجھے اور بڑی مشکل ہے^{۲۴۱}
مشکل بفراغ آرمودن دل کا
غم وصل کا اور ہجر میں دو بھر جینا

شیدائے ترا روح مقدس منزل سودائے ترا عقل مجر و محمل

سیاح جہان معرفت یعنی دل^{۲۴۲} در بحر عنایت دست لبسریائے بگل

عاشق کی ترے روح مقدس منزل
سیاح جہان معرفت یعنی دل^{۲۴۲}
سودا کا ترے عقل مجر و محمل
دریا میں ترے غم کے ہوا پائے بگل

پرسید کیے منزل آں مہر گسل گفتم کہ دل من است اور منزل

گفتا کہ ولت کجاست گفتم برا و^{۲۴۳} پرسید کہ او کجاست گفتم در و دل

اک شخص نے پوچھا کہ کہاں ہے دلبر^{۲۴۳}
پوچھا کہ کہاں ہے دل کہاں اسکے پاس
میں نے کہا دل میں ہے مرا رشک فخر
پوچھا وہ کہاں ہے۔ کہا دل کے اندر

آزاد وہ ترم گرچہ کم آزاد ترم بے یار ترم گرچہ وفادار ترم

باہر کہ وفا و صبر بیش کروم ^{۲۴۴} سبحان اللہ بچشم او خوار ترم

آزاد وہ ہوں میں گرچہ کم آزاد ہوں میں بے یار ہوں میں گرچہ وفادار ہوں میں

کی جس سے وفامیں نے زیادہ سب سے ^{۲۴۴} سبحان اللہ نظر میں اس کی غار ہوں میں

گردست تضرع بدعا بردارم گریخ دین کوہ ہار جا بردارم

لیکن زلفضلات معبود واحد ^{۲۴۵} فاصبر صبرا جھیل از بر می دارم

مانگوں جو کسی روز دُعائیں دل سے اڑ جائیں پہاڑ جڑ سے گلابن کے

افضال سے معبود واحد کے لیکن ^{۲۴۵} فاصبر صبرا جھیل از بر ہے مجھے

مشہور و خفی چون گنج و قیاس نو سم پیدا و نہاں چون شمع و رقاس نو سم

القصہ دریں چمن اپو بید مجنوں ^{۲۴۶} می بالہم و در ترقی معکوسم

قاروں کا خزانہ ہوں۔ نہاں اور عیاں فانوس میں ہوں شمع عیاں اور نہاں

القصہ چمن میں بید مجنوں کی طرح ^{۲۴۶} گھٹ جاتا ہوں جب بڑھتا ہوں۔ میں جبر

بے مہری آل بہانہ جومی و انم بے در و و ستم عادت جومی و انم

جز جور و جفا عادت آں بدخونی ^{۲۴۷} من شیوہ یار خود نکومی و انم

مٹکاری حیلہ جو کو میں جانتا ہوں بے درد ہے اس کی خو کو میں جانتا ہوں

خصلت میں ہے بد خو کی جفا و رستم ^{۲۴۷} بے مہری ماہر و کو میں جانتا ہوں

لے باغ نہ بستان و چمن می خواہم لے سرو نہ گل نہ یاسمن می خواہم

خواہم ز خدائے خویش کنجے کو آں ^{۲۴۸} من باشم و آں کسے کہ من منجواہم

بستان کی طلب اور نہ چمن ہے دکا ہوں سرو و گل و یاسمن سے بیزار

ہے گوشہ عافیت خدا سے مطلوب ^{۲۴۸} جیسے رہوں میں اور فقط میرا بار

تب را کروم در آب آتش کروم یک چند بتغویذ و کتالیش کستم

بازش یکبار در عرق کروم غرق ^{۲۴۹} چوں شکر فرعون در آبش کستم

پانی سے بجھائی آگ میں نے تپ کی کچھ مصحف و تنوید سے کم کی گرمی

یوں عرق پسینہ میں کیا پھر جس طرح ^{۲۴۹} فرعون کے شکر کو ڈبوئے پانی

دی شب کہ بگوئے یار میگردیدم دانی کہ پئے چہ کار می گردیدم

قربان خلافت و عہدہ اش سگیشتم ^{۲۵۰} گرد و سر انتظار می گردیدم

کل کو چہ جانناں میں جو میں پھرتا تھا معلوم ہے کیا کام دباں تھا میرا

میں وعدہ خلافتی پہ تھا ستر ہاں اسکی ^{۲۵۰} یعنی تھا میں انتظار جانناں پہ خدا

ما بامے مستی سیر تقوی داریم دنیا طلبیم و میل عقبی داریم

کے دنیا و دین ہر دو ہم بدست ^{۲۵۱} این است کہ ماندیش دنیا داریم

مے پیتے ہیں اور خیال تقوی ہے ہیں دنیا کی طلب ہے میل عقبی ہے ہیں

مکن نہیں جمع دین و دنیا ہو جائیں ^{۲۵۱} کچھ دین ہی حاصل ہے نہ دنیا ہے ہیں

ماہین دو عین یار از نون تا میم
بینی لفے کشیدہ بر صفحہ سیم
۲۵۲ نے غلطی کہ از کمال عجاز
انگشت بنی است کردہ راہ و نیم

ماہین دو عین یار۔ از نون تا میم
میں ہوں غلطی پر۔ بکمال عجاز
۲۵۲ بینی ہے لفے کشیدہ بر صفحہ سیم
انگشت بنی نے کیا مہ کو دو نیم

روزے زپے گلاب می گردیدم
پڑ مروہ عذار گل در آتش دیدم
۲۵۳ گفتم کہ چہ کردہ کہ می سوزندت
گفتا کہ دریں باغ وے خندیدم

پھرتا تھا میں جستجوے گل میں حیراں
گل سے جو یہ پوچھا کہ خطا کیا ہے تیری
۲۵۳ کچھ پتیاں آتش میں جو دکھیں سوزاں
بولا کہ گلستاں میں ہوا تھا خنداں

تا بروی ازین یار تشریف قدم
بر دل رخم شوق تو دارم مرقوم
۲۵۴ ایں غصہ مرا کشت کہ ہنگام و داع
از دولت دیدار تو شتم محروم

تو لے گیا جس دن سے کہ تشریف قدم
اس رنج نے مارا کہ بوقت رخصت
۲۵۴ دل پر رخم شوق ہے میرے مرقوم
دیدار کی دولت سے رہا میں محروم

ز اندم کہ قرین محنت و افغانم
ہر لحظہ ز ہجراں بلب آمدہ جانم
۲۵۵ محروم ز خاک آستان نام
کز سیل سرشک گذر متوانم

جب سے کہ مرا کام ہوا آہ و فغاں
محروم ہوں خاک آستان سے کہ نہیں
۲۵۵ میں ہجر میں جاں بلب ہوں جان بجا
دریائے سرشک سے گذر کا امکان

عمرے بہوس باو ہوا پیو دم در ہر کارے خون جگر پا لودم

در ہر چہ ز دم دست ز غم فرسوم ^{۲۵۶} دست از ہممہ باز و آستم آسودم

ایک عمر ہوس میں ہی گرفتار رہا ہر کام میں ہی خون جگر میں نے پیا جو کام کیا بیچ ہی پایا میں نے ^{۲۵۶} جب چھوڑ دیا سب کو تو آرام ملا

بایاد تو بادیدہ ترے ایم وز بادہ شوق بے خبرمے ایم

ایام فراق چوں بسر آمدہ است ^{۵۶} من نیز بسوئے تو بسر مے ایم

رہتا ہوں تری یاد میں بادیدہ تر اب ہجر کے ایام ہوئے چونکہ ختم ^{۲۵۶} مدہوش مے شوق سے میں ہوں کثر یوں سرکے بل آتا ہوں میں چل کر دلبر

گر در سفرم توئی رفیق سفرم و در حضرم توئی انیس حضرم

ہر جا کہ نشینم و بہر جا گذرم ^{۲۵۸} جز تو نہ بود سچ مراد و گرم

ہے تو ہی رفیق گر کروں کوئی سفر ہے تو ہی انیس - وہ سفر ہو کہ حضر ہوتا ہے جہاں کہیں بھی گر میرا گذر ^{۲۵۸} اک تیرے سوا کوئی نہیں بد نظر

در حضرت پاوشاہِ دوراں مائیم در دائرہ وجود سلطان مائیم

منظور خلافت است این سنہ ما ^{۲۵۹} پس جامِ جہانیاں خلقاں مائیم

حاصل ہے ہمیں - حضور شاہِ دوراں ہم دائرہ وجود میں ہیں سلطان ^{۲۵۹} ہے جامِ جہاں نمایہ قلبِ انساں مخلوق کا منظر ہے ہمارا سینہ

نہ از سر کار با خلل می ترسم نے نیز ز تفصیر امل می ترسم

۲۶۰

ترسم کہ گناہ نیست آمرزش هست از سابقہ روز ازل می ترسم

تفصیر امل کا ہے نہ کچھ خون و خطر

۲۶۰ لے دیکے اگر ہے تو یہی ہے مجھے نہ

اس کا نہیں ڈر کام ہے میرا بتر

لکھا ہے شفی ازل میں یا محبو سعید

ایں بخت ندارم کہ بقا مست بینم یاد رکھ دے ہم لبلا مست بینم

۲۶۱

وصل تو بیچ گو نہ وستم ناپید نامت بنو لیسم و بنا مست بینم

یار استہ میں ہی ہو ملاقات تری

۲۶۱ حاصل کروں میں نام سے تسکین دلی

دیکھوں تجھے تقدیر کہاں ایسی مری

ممکن نہیں جب وصل تو کافی ہو یہی

چوں آں شدہ ام کہ دید تو اندم تاپیش تو اے نگارنشاندم

۲۶۲

چوں ذرہ بخورشید بھی پیوند خورشید توئی بدترہ من ماندم

ہو وصل ترا۔ ہے کہہاں بامکان

۲۶۲ ہے ہر جو تو۔ ذرہ ہوں میں لے جان

ہے اپنا وجود اپنی نظر سے ہی نہاں

خورشید میں مل جاتا ہے لیکن ذرہ

زامیزش جان و تن توئی مقصوم وز مردن و زیستن توئی مقصوم

۲۶۳

تو ویرزی کہ برفتم زمیاں گر من گویم ز من توئی مقصوم

تیرے لئے ہے مرگ ہو یا زلیست مری

۲۶۳ مقصود آقا سے بھی ہے تیری ہستی

مقصود ہے ربط جسم و جاں سے تو ہی

مقصود و تری ذات ہے معدوم ہو میں

بے درد تو اندیشہ و رماں نکم
بے زلف تو آرزوئے ایماں نکم

جاناں تو اگر جاں طلبی خوش باشد
اندیشہ جاں برائے جاناں نکم

درد ماں کی نہیں فکر جو ہے درد ترا
ہاتھ آئے تری زلف تو ایماں کیسا

تو طالب جاں ہو تو خوشی سے مر جاں
تجھ پر مر بجاں۔ جان سو جاں قدا

از جملہ درد و ہائے بے درماںم
وز جملہ سوز و داغ بے تابیام

سوزندہ تراست کہ چوں مرد چشم
در چشم منی و دیدنت تو انم

میں ہوں ہمہ تن درد۔ مگر بے درماں
بے نوز جو ہو۔ میں ہوں وہ داغ سوزاں

روتا تو یہ ہے آنکھ کی پتلی کی طرح
تو آنکھ میں رہ کر بھی نظر سے ہے نہاں

شمع کہ پیر وہ نہاں فرد می کریم
می خندم و ہر زماں فرد می کریم

چوں ہچکچاں از گریہ من کہ نیست
خوش خوش بہیاں جان فرد می کریم

در پردہ مثال شمع ہوں میں گریاں
روتا ہوں بہ باطن تو بظاہر خنداں

آگاہ نہیں کوئی بھی رونے سے مرے
روتا ہوں میں دل ہی دل میں جاں چاہاں

تا چند بگرد سراپاں گروم
وقت ست کہ افعال پشیاں گروم

خاکم ز کلیسا و آجم ز شراب
کافر ترا ز انم کہ مسلمان گروم

ایمان کا کب تک کروں میں اندیشہ
افعال پر لازم ہے پشیاں ہونا

ہے خاک کلیسا و آجم سے جو خمیر
میں کفر میں پختہ ہوں مسلمان کیسا

ہر چند کہ دل بوصل شاوان کر دیم
خوش باش کہ ما خوتے پہر کر دیم

۲۶۸

ویدیم کہ خاطر پریشاں کر دیم
بر خود و شوار و بر تو آساں کر دیم

دل تیرا مگر اُس سے پریشان ہوا

آرام دیا تجھ کو تو خود رنج سہا

ہر چند کہ دل وصل سے خوش ہم نے کیا

خوش ہو کہ ترے ہجر کی عادت کرنی

یاد ت کنم ارشاد و گر غم کیسے نم
یا عشق تو خو کردہ ام اید و چنانک

۲۶۹

نامست برم ار خیرم اگر بنشینم
در ہر چہ نظر کسے تر امی بنیم

ہر دم ہے ترا نام و طیفہ اپنا

ہر شے میں نظر آتا ہے تیرا جلو

شادی ہو کہ غم و حیان ہے ہر دم تیرا

الفت میں بندھا ایا تصور مجھ کو

در مصطبہ ہا و رکشاں ما با شیم
بدنامی ہا و نام و نشاں ما با شیم

۲۷۰

از بد ترانی کہ تو شاں می بینی
چوں نیک یہ بینی بدیشاں ما با شیم

بدنامی کا ہے نام و نشاں ہم سے ہی

کر عہد کس اصل ہیں اُس کی بھی

مے خانوں میں ہم پیتے ہیں تلچٹ کی

تو جن کو سمجھتا ہے نہایت بدتر

ہر چند گہے ز عشق بیگانہ شویم
با عاقبت کنشت و ہم خانہ شویم

۲۷۱

ناگاہ پری مئے بمن برگز و
بر گردم ازاں حدیث و دیوانہ شویم

کرتے بھی ہیں گر عشق سے ہم قطع نظر

پھر جلوہ دکھاتا ہے کوئی شوخ حسین

جائیختے ہیں چین سے گھر کے اندر

ہو جاتے ہیں پھر عشق میں بیحد مضطر

اندِ طلبِ یار چو پروانہ شدم اولِ قدم از جو و بیگانہ شدم

او علم نمی شنید لب بر بستم ^{۲۷۲} او عقل نمی خرید دیوانہ شدم

میں جب طلبِ یار میں پروانہ ہوا تو اپنے وجود سے بھی بیگانہ ہوا
وہ علم سے ہے نفور خاموش ہوں میں ^{۲۷۲} نفرت اُسے عقل سے میں دیوانہ ہوا

اندوہ تو از دلِ حزیں می دروم نامست ز زبانِ آنِ ایں می دروم

می نالم و قفلِ برو ہاں می فگنم ^{۲۷۳} می کریم و خوں و راستیں می دروم

دل سے بھی ترے غم کو کیا پوشیدہ ہر شخص سے ہے نام چھپا یا تیرا
روتا ہوں مگر اُن نہیں کرتا منہ سے ^{۲۷۳} منہ ڈھانک کے دامن سے لہو میں دیا

غمناکم و ازور تو با غمِ نروم جز شاد و امیدوار و خرمِ نروم

از ورگہ ہمچو تو کریمے ہرگز ^{۲۷۴} نو میدان کسے زلفت و من ہم نروم

منوم ترے در پہ اگر آؤں گا جب جاؤں گا مقصود کو جب پاؤں گا
درگاہ سے تجھ جیسے کرم دانے کے ^{۲۷۴} مایوس گیا کوئی نہ میں جاؤں گا

ببریدہ ز من نگار ہمنما نکیم ببریدہ ز من لباسِ فرزانگیم

مجنوں بہ نصیحتِ دلم می آید ^{۲۷۵} ینگر بکجا رسیدہ دیوانگیم

دلدار نے پاس جب رہنا چھوڑا رخصت ہوئی عقلِ عیش و آرام گیا
حد ہو گئی۔ مجنوں مجھے سمجھاتا ہے ^{۲۷۵} کس درجہ بڑھا ہوا جنوں ہے میرا

از عشق تو ای نگار اندر نام

می سوزم و می سازم و دم بزم

تا دوست بگردن تو اندر نام

آغشته بخون چو دانه اندر نام

اے یار ترے عشق کی دو آگ لگی

میں جل کے ہوا خاک نہ مارا دم بھی

جب تک نہ لگاؤں گا گلے سے تھکے

۲۷۶ آغشته بخون دل رہو نگاریوں ہی

ماطی بساط ملک ہستی کریم

بے نقص خودی خدا پرستی کریم

بر مائے وصل نیک می پیوندو

۲۷۷ تفت بر رخ کہ ز دوستی کریم

طے ہم نے بساط ملک ہستی کر لی

بے نقص خودی - خدا پرستی بھی کی

ہم سیر مے وصل سے جب خوب ہوئے

۲۷۸ تفت ہے کہ بہت جلد ہم کو مستی سوجھی

یارب ز کتاہ زشت خود متفعلم

وز قول بد و فعل بد خود و نجلم

فینے بدلم ز عالم قدس رساں

۲۷۹ تا محوش و خیال باطل ز دم

یارب ہوں گناہوں سے بہت شرمند

قول و فعل بد سے نجل ہوں مولا

دل پر مرے ہو غیب کا نازل و فین

۲۸۰ جو پاک معائب سے کرے دل میرا

ہرگز نبو و شکست کس مقصودم

آز رو نشد ز من ولے تا بودم

صد شکر کہ چشم عیب بنیم کو رست

۲۸۱ شادم کہ حسود نیستم محسودم

تذلیل کسی کی نہیں مقصد میرا

دل میں نے کسی کا نہ کیا آزردہ

۲۸۲ صد شکر کہ چشم عیب میں ہے اندھی

حاسد نہیں محسود ہوں میں ہی سب کا

از بیم رقیب طوف کویت نکم
وز طعنه خلق گفتگویت نہ کنم

لب بندم وارز پائے نشینم اتا^{۲۸۰}
کوچہ میں ترے خوف عدو سے نہ ہوں
ایں نتوانم کہ آرزویت نہ کنم
مخلوق کے ڈر سے ذکر تیرا نہ کروں
چپ۔ یاد میں تیری پا شکستہ بیٹھوں^{۲۸۰}
یہ سب سہی پر تجھ کو نہ دل سے بھولوں

چوں اترہ مانہ پوست پوشاں تو ایم
در سلسلہ حلقہ بگو شان تو ایم

گر بنوازی زجاں خروشاں تو ایم^{۲۸۱}
ہم ترے فقیروں میں اے شاہ شہاں
ورنوازی ہم خموشاں تو ایم
ہم حلقہ بگوشوں میں ہیں اے جان جہاں
گر ہم کو نوازے تو کریں جان نثار^{۲۸۱}
اور تو نہ نوازے تو بھلا جائیں کہاں

ہر چند بصورت از تو و وراق نام
ز نہار مبرطن کہ شدی از یاد م

در کوئے و قاعے تو اگر خاک شوم^{۲۸۲}
ز انجان تو اند کہ رہا ید یا دم

ہر چند کہ ظاہر میں ہوں میں تجھ سے جدا

میں خاک بھی گر کوئے و قاعے میں ہو جاؤں^{۲۸۲}

دی تازہ گلے ز گلشن آرد نسیم
کز نکبت آں مشام جاں یافت نسیم

نے نے غلام کہ صفحہ بوبوار نسیم^{۲۸۳}
مشکین نقش معطر از خلق کریم

گلشن سے کل اک پھول اڑا لائی نسیم

بلکہ ورق نسیم بسیہ جس کی رستم^{۲۸۳}
جان اُس سے معطر ہوتی ایسی تھی نسیم
حق یہ ہے کہ کبھی معطر از خلق کریم

بے چشم تو یاد و نرگس تر نکم
بے لعل تو آرزوئے کوثر نکم

گر خضر بہن بے تو وہدا بحیات
کافر باشم کہ بے تو لب تر نکم

بے آنکھ کے یاد و نرگس تر نہ کروں
بے تیرے لب لعل کے کوثر نہ پیوں

دیں خضر بغیر تیرے گر آب حیات
کافر ہو۔ جو لب ترکے تیرا مفتوں

ما قبلہ طاعت آں دور و میداںم
ایماں سیر زلف مشک بو میداںم

با ایں ہمہ دلدار بمانیکو نیست
ما طالع خویش را نکو میداںم

میں نے رخ دلدار کو سبھا قبلہ
خوشبو کو سیر زلف کی ایماں جانا

با ایں ہمہ خوش مجھ سے مرایا نہیں
صد حیف کہ یہ ہے۔ مری قیمت کا لکھا

یک جوڑا تیا م تداریم و خوشیم
گر چاشت بود شام تداریم و خوشیم

چوں بچتہ بمامی رسد از عالم غیب
از کس طمع خام تداریم و خوشیم

آسودہ ہیں ہم پاس نہیں گود مری
ہم خوش ہیں جواک وقت ملے کچھ روٹی

جب پکی پکانی ہمیں دیتا ہے خدا
حق یہ ہے کہ غیروں کی خوشا کیسی

چوں عود نیو د چوب بید آوروم
روئے سیہ و موئے سپید آوروم

تو خود گفستی کہ نا امید کی کفر است
بر قول تو رستم و امید آوروم

جب عود نہ تھا بید کی لکڑی لایا
باموئے سفید میں سیہ رو آیا

خود تو نے کہا۔ کہ نا امید ہے کفر
اس قول سے مطمئن دل اپنا پایا

گر پارہ کنی مرا ز سر تا بقدم
موجود شدم ز عشق تو من ز عدم

جانے دارم ز عشق تو کردہ رقم
خواہمیش بشادی کش و خواہمیش بنم

ہر چند کہ تو مجھے ٹکڑے ٹکڑے
جی جاؤں میں پھر عشق میں مرکب

اے جان مرے دل پہ لکھا ہے ترا عشق
مغوم تو اب مار کہ سرور مجھے

بے روئے تو رائے استقامت نکم
کس را پہوائے تو ملاست نکم

در بستن وصل تو اقامت نکم
از عشق تو توبہ تا قیامت نکم

بے چہرے کے تیرے نہ کرونگا میں قیام
الفت میں کسی کو نہ کروں گاہ نام

میں وصل کی جستجو کرونگا نہ سری
الفت تری چھوڑ دوں گا نہ خوش فرام

ماجز بہ غم عشق تو و رفت ازیم
تا سر داریم در عمت یازیم

گر تو سر ما بے سرو سامان داری
ما نیم و سکے در قدرت اندازیم

سودا ہے اگر سر میں تو سودا تیرا
جبتا تک ہے یہ سر غم ہے ترا ماہ لفتا

ہے قدر اگر تجھ کو ہمارے سر کی
ہم سر کو کرینگے ترے قدموں پہ فدا

در کوئے تو سر در سر خنجر بنہیم
چوں مہرۂ جاں عشق تو در بر بنہیم

نامر دم اگر عشق تو از دل مکنیم
سوداے تو کا قرم گرا ز سر بنہیم

سر رکھ کے ترے کوچہ میں ہم خنجر پہ
الفت کو تری جان سے سمجھیں بڑھ کر

گر ترک محبت کریں۔ نامر وہیں ہم
کافر ہوں جو سودا نہو تیرا دلبر

من لائق عشق و درو عشق تو نیم

ز نہار کہ ہم نبرو عشق تو نیم

چوں آتش عشق تو بر آرد شعلہ

۲۹۲ من دامن و من کہ مرد عشق تو نیم

۲۹۲ میں اور ترا عشق و غم عشق ترا

جب شعلہ آتش محبت بھڑکا

۲۹۲ الفت کا تری نام نہ لیں نازبا

کیا تاب کروں عشق کا تیرے دھوی

عشق تو ز خاص و عام پنہاں حکیم

دروے کہ ز حد گذشت ہماں حکیم

خواہم کہ دلم بدیدے میل کند

۲۹۳ من خواہم و دل نخواہد این را حکیم

ہراک سے ترا عشق چھپاؤں کیونکر

دل اور کسی سے جو لگانا چاہوں

۲۹۳ کیا چارہ بڑھا درد جو حد سے دلبر

۲۹۳ اس دل کو کروں کیا کہ مٹا ہے تجھیر

وارم ز خدا خواہش جنات نعیم

۲۹۴ من دست تہی میر و دم او تحفہ بدست

میں چاہتا ہوں خدا سے جنات نعیم

میں دست تہی اور ہے وہ تحفہ بدست

۲۹۴ زائد کو ثواب - مجھ کو امید عظیم

۲۹۴ اب دیکھئے خوش کس کو کرے طبع کریم

ماورہ سودائے تو منزل کر دیم

۲۹۵ سوز لست مرا کہ آتش بدل کر دیم

سودائے محبت ہے ہماری منزل

آنکھوں پہ بٹھاتے ہیں ہمیں ہل جہاں

۲۹۵ اس آگ سے ہر وقت ہے سوزاں ہر اہل

۲۹۵ الفت کی بدولت ہے یہ رتبہ حاصل

جہدے کہنم کہ دل زجاں بگیرم
راہ سر کوئے دستاں بگیرم

چوں پر وہ میان دل و لدا رستم^{۲۹۶}
بر خیزم و خور از میاں بگیرم

کوشاں ہوں کہ دل جان ہو جائے جدا
اور کوچہ جاناں میں جاؤں ڈیرا

جب خود دل و لدا میں پر وہ ہوں میں^{۲۹۶}
اپنے کو اٹھانا۔ درمیاں سے اچھا

سرمایہ غم ز دوست آساں ندیم
دل بر مکھنم از دوست کہ تا جاں ندیم

از دوست کہ یاد کار و رستے دارم^{۲۹۷}
آں در و لصد ہزار درماں ندیم

چھوڑوں گانہ میں آفت دلدار کا غم
عشق اُس کا ہے دل میں سرجب تک یہ دم

یہ درد ہے یادگار جاناں گویا^{۲۹۷}
جائے گانہ یہ گرچہ ہوں درماں پیہم

یارب ز کمال لطف خاتم کرداں
واقف بحقائق خواصم کرداں

از عقل جفا کار دل زکار شدم^{۲۹۸}
دیوانہ خود کن و خلاصم کرداں

تو فضل سے یارب مجھے اپنا کر لے
کھول اُن کے حقائق جو ہیں بند تیرے

دل عقل جفا کار سے زخمی ہے مرا^{۲۹۸}
دیوانہ بنا اپنا۔ چھڑا کر اُس سے

یارب تو مرا بیار و مساز رساں
آوازہ در دامن ہم آواز رساں

آنکس کہ من از فراق او غمگینم^{۲۹۹}
اورا بمن و مرا با او باز رساں

یارب مرے دلدار سے تو مجھ کو ملا
یہ نالہ درد و درد اُس تک پہنچا

میں بحر میں ہوں جس کے نہایت غمگیں^{۲۹۹}
میں اُس سے ملوں۔ مجھ سے ملے یار مرا

فریادِ رنگِ وی و رنگی شاں

وز چشمِ سیماہ و صورتِ رنگی شاں

از اَوّل شب تا بدم آخرِ شب

اینها ہمہ در رقصِ منم چنگی شاں

فریاد ہے بد شکل گوئیوں سے خدا

آنکھیں ہیں سیہ رنگ ہے کالا جن کا

یہ شام سے تا صبح رہے رقصِ کناں

تکلیف سے رات بھر میں بچیں ہا

بختے نہ کہ با دوست در آمیزم

صبرے نہ کہ عشق پر ہیزم من

دستے نہ کہ با قضا در آمیزم

پائے نہ کہ از زمانہ بگزیرم من

ایسا نہ ضیبا کہ ملے یار مرا

الفت ہی کو چھوڑ دینا مجھے صبرتا

ہیں میرے نہ وہ ہاتھ قضا سے جو لڑوں

بھاگوں جو کہیں ایسے کہاں پاؤں بھلا

اے نالہ گرت و سیت اظہار کن

واں غافل مستِ خرد اے کن

اے دستِ محبت و ولایت مدد

واے باطنِ شرعِ مصطفیٰ کار کن

اے نالہ اگر دم ہے تو اظہار بھی کر

اُس غافل مت کو خبر دار بھی کر

اے دستِ محبت و ولایت مدد

اے باطنِ شرعِ مصطفیٰ کار بھی کر

افتادہ بہم گبوشہ بیتِ حزن

غماہائے جہاں مولیٰ غمخانہ من

یارِ ب تو بفضلِ خویش ندان مرا

بخشائے روحِ حضرتِ اولیٰ قرن

گھر کیا ہے مرا گویا ہے اک بیتِ حزن

مولیٰ مرے دنیا میں بھی رنج و محن

ہو جائیں درست و انتہا میرے یارب

بخشش ہو طفیلِ حضرتِ اولیٰ قرن

یارب ز قناعت تو نگر گرداں وز نور یقیں و لم منور گرداں

احوال میں سوختہ سر گرداں ^{۳۰۴} بے منت مخلوق میسر گرداں

یارب تو قناعت سے تو نگر کرے اور نور یقیں سے دل منور کرے

مجھ سوختہ احوال کو سب کچھ مولا ^{۳۰۴} بے منت مخلوق میسر کر دے

رویت دریائے حسن و لعنت مرجاں زلفت عنبر صدف و ہاں و درنداں

ابر و شستی و چین پیشانی موج ^{۳۰۵} گرداب بلا غیب و چہمت طوفاں

چہرہ ہے جو بحر حسن لب ہیں مرجاں زلف عنبر صدف و ہاں - درنداں

ماٹھے کی شکن موج ہے - ابر و شستی ^{۳۰۵} گرداب بلا غیب اور آنکھیں طوفاں

تا لعل تو دل فروز خواہ بودن کارم ہمہ آہ و سوز خواہ بودن

گفتی کہ بخانہ تو آیم روزے ^{۳۰۶} آں روز کدام روز خواہ بودن

جب تک ہے لب لعل دل افروز تر ہے آہ - مرا کام ٹڑپنا جلنا

تھا قول تر آؤں گا اک دن تیرے گھر ^{۳۰۶} وہ کونسا دن ہو گا زمانہ سے نیا

جان است زبان است زبان دشمن جان گرجانت بکار است نگہدار زبان

شیریں سخن گفت شاہ سخناں ^{۳۰۷} سر برگ درخت است زبان باو خزاں

ہے دشمن جان - تیری زبان جان چہاں قابو میں مناسب ہے تجھے رکھنا زبان

کیا بات کہی شاہ سخن نے میٹھی ^{۳۰۷} سر - برگ درخت ہے - زبان باو خزاں

شوریدہ دے وقفہ گردوں گردوں

گریاں چٹنے واشک جیوں جیوں

۳۰۸

کاہیدہ تنے و شعلہ خرمن خرمن

ہر شعلہ زکوہ قاف افزوں افزوں

شوریدہ ہے دل وقفہ ہے گردوں گردوں

گریاں ہے آنکھ اشک جیوں جیوں

کاہیدہ ہے جسم و شعلہ خرمن خرمن

ہر شعلہ ہے کوہ قاف بھی افزوں افزوں

دور گرہ ما ووستی یک لکھ کن

ہر چیز کہ غیر ماست آزا یلہ کن

یک صبح باخلاص بیا بر دور ما

گر کار تو بر ناید آنگہ گلہ کن

آدرگہ مولائیں تو یک سو ہو کر

جو غیر خدا ہے دل سے کر دے بار

درگاہ میں صبح صبح - اخلاص سے آ

پھر کام نہ تو لا شکایت لب پر

فریاد و دست فلک پیروین

کاندر بر من بنو بہشت و نہ کہن

با ایں ہمہ نیز شکر می باید کرد

گر زیں بزم کند کہ گوید کہ کن

اس چرخ ستمگار نے وہ ڈھائے ستم

کچھ بھی نہ رہا پاس مرے اسکا ہے غم

با ایں ہمہ لاتا ہوں بجا شکر خدا

بدتر ہو جو حال کون مائے پھر دم

ز و شعلہ بدل آتش پہنائی من

ز اندازہ گذشت محنت جانی من

معد و رم اگر سخن پریشاں اقتاد

معلوم شود مگر پریشانی من

دل سوز و رونی سے جلا خاک ہوا

ہے جان پر اب حد سے زیادہ صدمہ

باتوں میں بہکتا ہوں تو معد و رم ہیں

چلتا ہے مرے حال کا اس سے ہی پتا

دنیا گذراں محنت دنیا گذراں

نے بریدراں ماند و نہ بر لپسراں

تا جوانی عمر بطاعت گذراں

۳۱۲ بنکر کہ فلک چرمی کند با و گراں

یہ دہر و عجم دہر ذرا غور تو کہ

طاعت میں گذار عمر حتی الامکان

گذرینگے سبھی پر وہ پد رہو کہ لپسراں

۳۱۳ در تختہ فولاد شود روئے زمیں

گر سقف سپہر گرد و آئینہ چیں

۳۱۴ می واک چہینست و چہینست و چہینست

از روزی تو کم نشو و دان بقیں

اور روئے زمیں تختہ فولاد بنے

گر سقف فلک آئینہ چیں ہو جائے

جو کچھ بھی ہو لیکن یہ سمجھ لے یہ یقین

۳۱۵ وز دامن فقر دست کوتاہ کن

در ویشی کن و قصد در شاہ کن

۳۱۶ در چاہ نشین و طلب جاہ کن

اندر وہن مار شو و مال مجوئے

تو فقر کے دامن سے ہاتھ کوتاہ نہ کر

در ویش ہو اور قصد در شاہ نہ کر

جارسا نیچے مٹھ میں طالب مال نہو

۳۱۷ وے لعل لبست گرہ کشائے دل من

اے زلف سلسلت بلائے دل من

۳۱۸ تو دل نہ ہی اگر ورائے دل من

من دل نہ ہم بلے ورائے دل تو

تیرا لب لعلیں گرہ کشا ہے دل کا

میرے لئے یہ زلف سلسل ہے بلا

دل تیرے سوا دوں نہ کسی اور کو میں

۳۱۹ گر تو بھی نہ دے غیر کو دل میرے سوا

برگوش و لہم ز غیب آواز رساں
میرغ دل خستہ را بپرواز رساں

یارب کہ بدوستی مردان رہت ^{۳۱۶}
ایں گم شدہ مرا بہن باز رساں

کانوں کو مرے غیب کی آواز سنا
یہ میرغ دل اڑنے لگے طاقت پہنچا

جو تیرے ہیں دوستان کا صد یارب ^{۳۱۶}
بجائے مجھے اب دل گم گشتہ مرا

اے خالق ذوالجلال و حق رحمن
سا زندہ کار ہائے بے سامانان

خصمان مرا مطیع من می گرداں ^{۳۱۷}
میرحماں را رحیم من می گرداں

اے خالق ذوالجلال تو ہے رحمن
تو کام بناتا ہے جو ہیں بے سامان

دشمن کو مرے مطیع میرا کر دے ^{۳۱۷}
ہو جائیں رحیم مجھ پہ ظالم انساں

اے چشم من از دیدن رویت روشن
از دیدن رویت شدہ خرم دل من

رویت شدہ گل خرم و خندان گشتہ ^{۳۱۸}
روشن مہ من گشتہ ز رویت دل من

ہے آنکھ مری دید سے تیرے روشن
دیدار سے میں خوش ہوں تیرے غنچہ دہن

گل ہو گیا باغ باغ دیکھا جو تجھے ^{۳۱۸}
روشن مراد دل تجھ سے ہوا سیم بدن

در راہ یگانگی نہ کفر است و نہ دین
یک گام ز خود بروں نہ و راہ ہیں

اے جان جہان تو راہ اسلام گزریں ^{۳۱۹}
بامارسیہ نشین و باخود منشیں

وحدت میں برابر ہے وہ ہو کفر کہ دین
تو اپنا قدم بڑھا خودی کھوکے کہیں

تو لے۔ رہ اسلام۔ ہے مشہور مثل ^{۳۱۹}
"بامارسیہ نشین و باخود منشیں"

شد ویدہ بعشق رہنمون دل من تاکر وہ پراز غصتہ ورون دل من

ز تہوار و لہم اگر نما ندر و نرے ^{۳۲۰} از ویدہ طلب کنند خون دل من

افت میں یہ آنکھ رہتا ہے دل کی جاتا ہا دل اگر کسی روز مرا ^{۳۲۰} ہے بچ سے پر دل کی مرے پہنائی دیت کی مری آنکھوں سے ہو گی طلبی

وارم الے زور و چنداں خنداں باگریہ تو اں گفت نہ خنداں خنداں

دور و گہرم جملہ بتاراج برفت ^{۳۲۱} واں دور و گہر چہ بود ونداں ونداں

تکلیف سے ہوں درد کی اتنا مضطر موتی مرے جتنے تھے وہ برباد گئے ^{۳۲۱} کہہ سکتا ہوں ہنس کر نہ اسے میں رو کر یعنی وہ دانت تھے جو مانند گہر

لے آنکہ تراست عار از دیدن من مہرت باشد بجائے جاں ورتن من

آں دست زکار بستہ خواہم کہ گے ^{۳۲۲} با خون ہزار گشتہ و رگردن من

لے وہ کہ مجھے دیکھنا ہے تجھ کو عار خواہش ہے کہ گردن میں حائل ہو وہ کتا ^{۳۲۲} ہے مہر تری تن میں مرے جان لے یاد جو خون سے کشوں کے ہو رنگین ہر بار

یارب نظرے بر من سرگرداں کن لطفے بمن دل شدہ حیراں کن

باسن کمن آنچہ من سزائے آنم ^{۳۲۳} آنچہ از کرم و لطف تو آید آں کن

یارب نظر کرم پریشاں ہوں میں جس جرم کے قابل ہوں دے اس کی سزا ^{۳۲۳} ہو لطف کہ دل خستہ و حیراں ہوں میں تیرے کرم و لطف کا خواہاں ہوں میں

سہل ست مرا بر مہر خنجر بودن یا پھر مہر او خویش بے سر بودن

تو آئندہ کہ کافرے را بکشی غازی چو توئی خوش ست کافر بودن

۳۲۴

مشکل نہیں مجاہدۂ خنجر ہوتا آسان ہے پئے مراد بے سر ہونا

۳۲۴

جب تجھ سا ہو غازی پئے قتل کا ثابت ہوا پھر کفر کا بر تر ہونا

در راہ خدا حجاب شد یک سوزن رو چلمہ کار خویش را یک سوزن

ورماندہ نقش خویش گشتی و مرا یکسو غم مال و دختر و یکسو زن

۳۲۵

ہو جبکہ حجاب رہ حق اک سوتی سب چھوڑ کے لازم ہے تجھے یکسو

۳۲۵

تو نفس سے اپنے عاجز آیا مجھ کو فکر ز مال و زن و دختر ہی رہی

اے غم گذرے بکوتے ہزار ماں کُن فکر میں سر گشتہ بے ساماں کُن

زاں سا غر لبریز کہ پرمی غمست یک جرعه بکار بے سراںجا ماں کُن

۳۲۶

رُسوائے محبت کی گلی میں آکر اے غم مری فکر کہہ ہوں میں مضطر

۳۲۶

اُس جام سے جو ہے مے غم سے لبریز اک جرعه کہ خوش جس سے ہوں ہم خستہ جگر

اے شمع چو ابر گر یہ وزاری کُن مے آہ جگر سوز سب وزاری کُن

چوں بہرہ وصل او ندر کی دل دنداں بجگر نہ جب گریزاری کُن

۳۲۷

روا بہ کی مانند تو اے شمع سحر لازم ہے کہ ماتم کرے تو آہ جگر

۳۲۷

جب وصل ہی ہوتا نہیں کس لئے تکلیف و غم و رنج اٹھا آٹھ پیر

خواہی کہ کسے شوی ز ہستی کم کن
ناخوردہ شراب وصل مستی کم کن

باز لفت بتاں دراز وستی کم کن
بُت را چہ گنہ تو بُت پرستی کم کن

کچھ ہونا ہے مقصود۔ تو ہستی کم کر
مے وصل کی جب نہ پنی تو مستی کم کر

تو زلف بتاں پہ ہاتھ ہرگز نہ بڑھا
کیا بُت کا گناہ بُت پرستی کم کر

رفتم بہ طبیب و گفتم از درد نہاں
گفتا کہ ز غیر دوست بر بند زباں

گفتم کہ غذا؟ گفت ہمیں خونِ حاکر
گفتم ز چہ پر ہمیز؟ گفت ہر دو جہاں

جا کر جو طبیبوں سے کہا درد نہاں
بولے کہ بجز یار نہ کھول اپنی زباں

پوچھا کہ غذا؟ کہا۔ یہی خونِ حاکر
پر ہمیز جو پوچھا۔ تو کہا۔ ہر دو جہاں

آں دوست کہ مست عشقِ اندرِ ثمنِ جا
بر باد بھی وہ بخششِ خرمین جاں

من و طلبش و ریزد کوئے بکوئے
اور دل و مست کردہ در گردن جاں

و دیار۔ کہ ہے دشمنِ جاں مست اسکا
بر باد۔ محبت نے مجھے اُس کی کیا

پھرتا ہوں میں در بدر طلبِ میرا سکی
وہ دل میں ہے نزدیکِ رگِ جاں سوا

اے عشق تو مایہ جنونِ دلِ من
حسرتِ رخ تو ریختہ خونِ دلِ من

من و انم و دل کہ در وصالِ چم
کس را چہ خبر ز اندرِ دلِ من

آفت میں تیری دل مراد یوانہ ہوا
سُرخ نے ترے چہرے کی دل خون کیا

ہے وصل میں جو حال وہ میں جانتا ہوں
کیا جانے کوئی حال جو ہے اس دل کا

بگر نیم از عشق تو لے سیمیں تن
باشد کہ ز غم باز رہم مسکین من

عشق آمد و از نیم رہم باز آورو ^{۳۳۲}
مانندہ خونیاں رسن در گردن من

میں عشق سے بھاگتے لے سیمیں تن
شاید کہ چٹوں س سے جو ہے پنج و من

بس عشق نے آلیا مجھے رستہ میں ^{۳۳۲}
خونی کی طرح ڈال دی گردن میں رسن

عشق آں صفتے نیست کہ توان گفتن
وین و ر لبس الماس نشاید سفتن

سو داست کہ میزنم و اللہ عشق ^{۳۳۳}
بگر آمد و بگر ہم بخوابد رفتن

ہے عشق صفت وہ کہ بیاں ہو کس سے
دور نوک سے ہیرے کی پرئے کس نے

سو د ہے مجھے و گرنہ و اللہ عشق ^{۳۳۳}
ہے بگر ازالہ کی نہ قدرت ہے مجھے

مارا نہ و دے کہ کار آید ازو
جز نالہ کہ دے ہزار آید ازو

چنداں بگر نیم کہ کو چہا گل گردو ^{۳۳۴}
نے روید و نالہ ہائے زار آید ازو

دل وہ ہے ہمارا کہ نہ کچھ کام کرے
ہاں نالے ہزار ایک دم میں کرے

کلیوں میں ہوئی رونے سے میرے کیچڑ ^{۳۳۴}
نے کے لئے پھر ہمیں سے نکل ہیں اُگے

شبہائے و رازاے و ریغابے تو
دروے و فراق لے و ریغابے تو

تو خفتہ بتارازاے و ریغابے تو ^{۳۳۵}
من در تب و تاب لے و ریغابے تو

بے تیرے و راز راتیں تنہا - افسوس
یہ درد و فراق و ہجر تیرا - افسوس

آرام سے تو سوتا ہے شب بھر ادیں
بیتاب جدائی میں - دریغ - افسوس

سو دوائے سر پہ سرو سماں کیسو
بے مہری چرخ دور گرواں کیسو

اندیشہ خاطر پریشاں کیسو
۳۳۶
ایسا ہمہ یک سو غم جاناں کیسو

سو دوائے سر پہ سرو سماں ہے الگ
۳۳۶
بے مہری چرخ دور گرواں ہے الگ
۳۳۶
اندیشہ خاطر پریشاں ہے الگ
۳۳۶
یہ سب ہیں الگ اور غم جاناں ہے الگ

اے دل چو فراق یار ویدی خوش شو
وے ویدہ موافقت کہن جیوں شو

۳۳۷
اے جان تو عزیز تر نہ از یارم
بے یار نخواہمت ز تن بیرون شو

۳۳۷
اے دل غم فرقت میں لہو ہو جانا
۳۳۷
اے جان نہیں یار سے تو زیادہ عزیز
۳۳۷
اے آنکھ پہا - ہجرتیں رو کر دریا
۳۳۷
بے یار مرے جسم میں کیا کام ترا

لے آمدہ کار من بجاں از غم تو
تنگ آمدہ برو لم جہاں از غم تو

۳۳۸
ہاں لے دل و ویدہ تالیسر نہ کنم
۳۳۸
خاک ہمہ دشت خاوراں از غم تو
۳۳۸
دنیا ہے ترے ہجر میں مجکو جنجال
۳۳۸
خاک دشت خاوراں لوں سر پر ڈال

۳۳۸
ہاں! اے دل و ویدہ پس کیا جبک
۳۳۸
ہاں یاراں ہو گا جواں مرواں
۳۳۸
مردی کنی و نگاہداری سر کو

۳۳۹
گر تیر جہاں رسد کہ بشکافد مو
۳۳۹
باید کہ زیبا و گزنگروانی رو
۳۳۹
ہو حق کرو - ہاں شور مچاؤ یارو
۳۳۹
دنیا کا جو تیرا کے چیرے اک بال

۳۳۹
ڈٹ جاؤ بہادر واکلی سے نہ ہٹو
۳۳۹
لازم ہے کہ منہ نہ موڑو سب ٹلے رہو

عشق است کہ شیر نر زبوں آید ازو از ہر چہ گماں بری فزوں آید ازو

کہ دشمنی کند کہ مہر امنزداید ^{۳۴۰} کہ دوستی کہ بوئے خوں آید ازو

یہ عشق وہ ہے شیر کو کرتا ہے زبوں قوت میں ہر اک چیز سے ہے یہ افزوں

کرتا ہے عداوت تو کبھی مہر و کرم ^{۳۴۰} کرتی ہے کبھی دوستی سے بوئے خوں

و ورم اگر از سعادتِ خدمت تو پیوستہ ولست آئینہ طلعت تو

از گری آفتابِ ہجرم چہ غمست ^{۳۴۱} وارم چو پناہ سایہ دولت تو

ہر چند کہ خدمت سے تری دور رہا طلعت کا تری آئینہ - دل ہے مرا

کیا گری آفتابِ ہجران کا ہو غم ^{۳۴۱} ہے سایہ دولت ترا بھیر چھایا

لے نالہ پیر خاںقاہ از غم تو وے گریہ طفل بے گناہ از غم تو

افتخارِ خرویں صبحگاہ از غم تو ^{۳۴۲} آہ از غم تو ہزار آہ از غم تو

ہے نالہ پیر خاںقاہ غم میں ترے ہے گریہ طفل بے گناہ غم میں ترے

مصرفِ فغاں غم میں تے مرغِ سحر ^{۳۴۲} لے آہ غم ہزار آہ غم میں ترے

لے آئینہ را وادہ چلا صورت تو یک آئینہ کن بدیدے صورت تو

نے نے کہ ز لطف و رہم آئینہ ^{۳۴۳} خود آمدہ بدیدن صورت تو

آئینہ کو دی ہے تری صورت نے جلا خالی تری صورت سے نہیں آئینہ

بلکہ ہزار مہر بانی خود ہی ^{۳۴۳} موجود ہوا دیکھنے اپنا جلوا

دردِ دل من و دواش میدانی تو سوزِ دل من سوزِ دل من میدانی تو

من غرقِ گنہ پرده عصیان پیش ^{۳۴۴} پنہاں چہ کنم کہ فاش میدانی تو

واقع ہے دولتے دردِ دل سے تہی ہوں غرقِ گنہ پرده عصیان پیش ^{۳۴۴} اب تو ہی بجھائیگا مرے دل کی لگی کیا تجھ سے چھپاؤں تجھ پہ ہے سچی

من می شنوم کہ می بخشائی تو ہر جا کہ شکستہ الیت آنجائی تو

ماجمہ شکستگانِ درگاہِ توایم ^{۳۴۵} در حالِ شکستگانِ چہ فرمائی تو

سنتا ہوں میں یہ کہ بخش دیتا ہے تو ہیں حاضر درگاہِ دل شکستہ سارے ^{۳۴۵} جس جا کہ ہیں اں شکستہ اُس جا ہے تو کیا دیتا ہے تو حکم کہ مولا ہے تو

اے سبزی سبزہ بہاراں از تو سے سرخی روئے گلزاراں از تو

آہِ دل و اشکِ بیقراراں از تو ^{۳۴۶} فریاد کہ باوا از تو و باراں از تو

سرسبز ہیں سبزہ زار تجھ سے سائے سب تیرے لئے کرتے ہیں آہِ دزاری ^{۳۴۶} ہیں تجھے ہی گلزار رنگت والے فریاد! ہوا تجھ سے باراں تجھ سے

اے پیر و جوان و ہر شاوا از غم تو فارغِ دل مجلسِ مبادا از غم تو

سرگردا غم چو گرد و بادا از غم تو ^{۳۴۷} سرگردا غم چو گرد و بادا از غم تو

غم سے ترے ہیں شاد سبھی پیر و جوان اس عالمِ خاکی میں یہ مسکیں عاجز ^{۳۴۷} ایسا نہواں غم سے ہو خالی انساں غم سے ہے بگولے کی طرح سرگرداں

لے شعلہ طور۔ طور پر نور از تو
مے مست بہ نیم جرعه منصور از تو

۳۴۸

ہر شے جہاں جہاں نشور از تو
من از تو مست از تو و خمور از تو

اسے شعلہ طور۔ طور تجھ سے پر نور
مے مست بہ نیم جرعه تجھ سے منصور

تجھ سے ہے جہاں اور جہاں کی ہر شے
میں تجھ سے ہوں مست مست تجھ سے منصور

لے کعبہ پرست چست کین من تو
صاحب نظر ند خور وہین من و تو

۳۴۹

گر پرست کعبہ و دین من تو
و آئند نہایت لختین من و تو

کیا کعبہ پرست! کیند سیر اتیرا
ہم دونوں میں عیب اہل نظر نے پایا

جائیں وہ اگر دونوں کے نفروں کو
تو غایت ایمان کا لگیں وہ پستا

از ویدہ سنگ خوں چکاند غم تو
بیگانہ و آشنا ندانم غم تو

۳۵۰

ورے خورم و غمت بھی نوش کنم
تا آنکہ یکس و گرنماند غم تو

خوں روتا ہے پھر بھی یہ ہے تیرا غم
فرق اپنے پرانے میں نہیں کرتا غم

میں اسلئے کھاتا ہوں۔ غم و درد ترا
ہو جائے کسی کا نہ کبھی حصہ غم

ابرا از و ہتھاں کہ ژالہ می روید از تو
وشت از مجنوں کہ لالہ می روید از تو

۳۵۱

خلد از صوفی و حور عین از زاہد
از ما و لکے کہ نالہ می روید از تو

دہتھاں کے لئے ابر۔ جس سے اولیے
مجنوں کے لئے دشت۔ لالہ جس کے آگے

صوفی کے لئے خلد۔ حور زاہد کے لئے
نخاسا ہے دل میرا جس سے نالہ نکلیے

جان و دل من فدائے خاک در تو گر فرمانی بدیدہ آئیم بر تو

وصلت گوید کہ تو نداری سیرا ^{۳۵۲} سب سے سربا و اہر آنکہ ہزار و سیر تو

قربان دل و جان ہے خاک در پیر ^{۳۵۲} ہو حکم تو آنکھوں سے میں آؤں چل کے
کہتا ہے ترا وصل نہیں میری طلب

لے در دل من اصل تمنا ہمہ تو ہے در سیر من مایہ سودا ہمہ تو

ہر چند بدوزگار و در می نگرم ^{۳۵۳} امروز ہمہ توئی و فردا ہمہ تو

بے دل کی مرے اصل تمنا تو ہی ^{۳۵۳} سیر میں ہے مرے باعث سودا تو ہی
عالم کو بغور میں نے دیکھا بھلا

لے شمع و لہم قامت سنجیدہ تو وصل تو حیات میں ستم دیدہ تو

چوں آئینہ پر شد و لہم از عکس خست ^{۳۵۴} سویت نگرم و لیک از دیدہ تو

دل کی مرے شمع قد موزوں تیرا ^{۳۵۴} ہے وصل ترا حیات میری گویا
روشن ہوا جب عکس سے تیر میرا دل

زلفت کبشی شب و را از آیدازو و ربکا زاری ز چنگل - باز آیدازو

ورق و شمش نزدیکہ باز کنی ^{۳۵۵} عالم عالم مشک فراز آیدازو

اُس زلف کو تو بکڑے تو شب ہو پیدا ^{۳۵۵} گر چھوڑے تو ہو باز کا پسید انقشا
گر کھول دے تو بیج و خم اُس کے اکبار

خوشبو سے معطر ہو یہ ساری دنیا

من کیستم آتش بدل افرودخته
بر خرمین عشق چشم خود و دخته

۳۵۶
در راہ وفا چو سنگ آتش گرم
شاید کہ رسم صحبت سوخته

میں کون ہوں؟ آتش بدل افرودختہ ہوں
جز خرمین عشق - آنکھ نہ اپنی کھولوں

۳۵۶
میں راہ وفا میں آگ پتھر ہو کر
صحبت میں کسی سوختہ تن کے پہنچوں

لے چشم تو چشم چشم ہم
بے چشم تو نور نیست در چشم ہم

۳۵۷
چشم ہم را نظر بسوئے تو بود
از چشم تو چشمہا ست در چشم ہم

ہے آنکھ تری چشمہ چشم عالم
تو نور نظر ہے تری آنکھوں کی قسم

۳۵۷
ہے تیری طرف لگی ہوئی سب کی آنکھ
نمکن ہے کہ ہو جائے تری چشم گرم

بجسراں ترا چو گرم شدہ نگامہ
بر آتش من قطرہ فشاں از خامہ

۳۵۸
من رستم و مرغ و مرغ من پیش تو نہ
تا، بچو کیو ترا از تو آرد نامہ

فرقت کا تری گرم جو بازار ہوا
اس آگ پہ تو قطرہ تسلیم سے ٹپکا

۳۵۸
میں تجھ سے جدا - چھوڑ کے ہوں طائر وچ
تاکہ مرے پاس لائے تیرا نامہ

دارم صنمے چہرہ برا فرودخته
باجور و جفا وستم آموخته

۳۵۹
او عاشق و گیرے و من عاشق او
پر وادہ صفت سوختہ سوخته

غصہ میں ہوا سرخ بھوکا مرایار
ہے جور و جفا سے اسے ہر دم سڑکار

۳۵۹
وہ اور پہ عاشق ہے - میں عاشق اسکا
پر وادہ صفت سوختہ تن پر ہوں ثنا

وگفتن ذکر حق زباں از ہمہ بہ طاعت کہ شب کنی نہاں از ہمہ بہ

خواہی کہ ز پل صراط آسان گزری ^{۳۶۰} ناں وہ بجہانیاں کہ ناں ہمہ بہ

ہر کام سے ہے ذکر خدا کا اچھا ^{۳۶۰} بہتر ہے جو ہو طاعت شب پوشیدہ
آسان جو پل صراط پر چاہے گذر ^{۳۶۰} بھوکوں کو کھلا کہ خوش ہو ازق تیرا

چشم کہ سرشک لالہ گول آوردہ وز ہر مثرہ قطرہ ٹائے خوں آوردہ

نے نے بنظارہ ات دل خوش شدہ ام ^{۳۶۱} از وزن سینہ سر بردوں آوردہ

آنکھوں سے مری جو لالہ گول شک ہے ^{۳۶۱} پلکوں پہ جو ہیں میرے لبو کے قطرے
سینہ سے مرے خوں شدہ دل ٹائے یا ^{۳۶۱} سراپنا نکالا ہے کہ تجلو دیکھے

اینک سر کوئے دوست اینک سر را گر تو ندوی روند گھاں را چہ گناہ

جامہ چکنی کیو و نیلی و سیاہ ^{۳۶۲} دل صاف کنج قباہی پوش کلا

یہ کوچہ جاناں ہے یہ اُس کا رستہ ^{۳۶۲} جاے جو نہ آد قصور اس میں کس کا
کہتا ہے لباس کیوں سیاہ نیلا اور رخ ^{۳۶۲} دل صاف رکھ اور پہن یہی کلاہ اور قبا

دنیا طلباں ز حرص مستند ہمہ موسی کش و فرعون پرستند ہمہ

ہر عہد کہ یا خدائے بستند ہمہ ^{۳۶۳} از دوستی حرص شکستند ہمہ

ہیں حرص میں مست طالبان دنیا ^{۳۶۳} فرعون کو پوجیں کہیں قتل موسی
اللہ سے ہر عہد آنکھوں نے کہ کیا ^{۳۶۳} مغلوب ہوتے حرص سے اُس کو توڑا

ماور ویشاں نشسته در تنگ دره

کہ قمر صحرے خوریم کہ پشت پرہ

پیران کہن وانند و میران سرہ

ہر کس کہ بجا بد کند جاں بھرہ

درویش ہیں ہم منزوی و گوشہ نشین

کھاتے ہیں کبھی گوشت کبھی نان جوین

سب جانتے ہیں وہ امرا ہوں کہ فقیر

وہ سٹ گیا کی ہم بظن پر بد جو کہیں

اے رومے تو ہر عالم آرائے ہمہ

و صل تو شب روز تہمتائے ہمہ

گر با و گراں بزمی وائے بمن

ور با ہمہ کس ہجو منی وائے ہمہ

چہرہ ترا ہر عالم آرا سب کا

سب چاہتے ہیں وصل شب روز ترا

افسوس ہے مجھ پر جو ہوا وروں یکدم

افسوس ہے سب پر جو ہو میری ہی جفا

من کیستم از خویش بہ تنگ آمدہ

دیوانہ یا خود بہ جنگ آمدہ

دوشینہ بکویے دست از شکم گشت

تالیدن پائے دل بست آمدہ

میں ہوں کہ جینے سے بھی نفرت ہو مجھے

دیوانہ ہوں میں لڑتا ہوں اپنے ہی سے

گویا تھے اشک پاؤں ل کے ٹھوکر کھا

کل اُس کی گلی میں ٹوٹے اور نالہ بنے

اے نیک نہ کروہ و بد یہا کروہ

و آنکھاہ بہ لطف حق تو لا کروہ

بر حقو مکن تکبیر کہ ہرگز نبود

نا کروہ چو کروہ کروہ چوں نا کروہ

نیکی تو نہ کی عمر بڑائی میں کٹی

امید پھر اُس پہ لطف حق کی کیسی

تو غر نہ کر عفو پہ ہرگز - کہ نہ ہو

نیکی کی جزا بدی - بدی کی نیکی

جزو عیال تو دل بہر چہ بستم تو بہ
بے یار تو بہر جا کہ نشستم تو بہ

در حضرت تو تو بہ شکستم صد بار ^{۳۶۸}
نہیں تو بہ کہ صد بار شکستم تو بہ

دل جس سے بجز تیرے لگایا تو بہ
غافل تجھ سے جس جگہ کہ بیٹھا تو بہ

سو بار ترے حضور میں ہے تو توڑی ^{۳۶۸}
سو مرتبہ میں نے توڑی - تو بہ - تو بہ

معمورہ دل بعلم آراستہ بہ
معمورہ جاں ز کینہ پیراستہ بہ

از ہستی خود ہر چہ تو اں کاستہ بہ ^{۳۶۹}
ہر چیز کہ ز غیر لست ناخواستہ بہ

آراستہ ہو علم سے وہ دل اچھا
باطن وہ ہے جسمیں نہو کچھ بھی کینا

ہستی سے ہو جو چیز بھی کم ہے بہتر ^{۳۶۹}
ہر شے کی طلب فضول ہی تیرے سوا

پاکی و منتر ہی وہ بے ہمتائی
کس را نبود ملک بایں زیبائی

خلقاں ہمہ خفتہ اند خود آگاہی ^{۳۷۰}
یارب تو در لطف بھائی کشائی

بے مثل ہے پاک ہے منتر ہے تو
ملک ایسا کسی کا نہیں یکتا ہے تو

آگاہ ہے تو - خلق ہے ساری غافل ^{۳۷۰}
کر مجھ سے کرم کہ میرا مولا ہے تو

اے خالق ذوالجلال اے بار خدا
تا چند روم در بدر و جائے بجائے

یا خانہ امید مرا در بر بند ^{۳۷۱}
یا قفل جہات مرا در بکشائے

اے خالق ذوالجلال اے بار خدا
پھر تار ہوں در بدر - کہاں تک مولا

یا دل سے مرے مثلاً امیدوں کو مری ^{۳۷۱}
یا میری جہات - جلد پوری فرما

یا سرکشے عددا سر کو بے یا خار و خسے زمانہ را جا رو بے

بگرفت و لم ازین خنیاں یارب ^{۳۴۲} حشرے نشرے قیامتے آشوبے

ایا کوئی ہو کہ سر عدو کا بچے یا پاک جہاں کا خس و خاشاک کرے

دل تنگ ہوا ہوں ان کینوں سے خدا ^{۳۴۲} ہو حشر بپائیں اب قیامت آئے

در کوئے خودم مسکنی مانے داوی در بزم وصال خود مرا جا داوی

القصہ بصد کرشمہ و تاز مرا ^{۳۴۳} عاشق کر وی و سر بصر داوی

کوچے میں مجھے اپنے بلایا تو نے اور بزم وصال میں بٹھایا تو نے

القصہ بصد کرشمہ و تاز داوا ^{۳۴۳} عاشق کیا صحرا میں پھرایا تو نے

اے شاہ ولایت و دو عالم مددے بر عجز و پریشانی عالم مددے

اے شیر خدا زو و بفر یا دم ^{۳۴۴} جز حضرت تو پیش کہ نام مددے

اے شاہ ولایت و دو عالم مددے عاجز ہوں نہایت مجھے ہے غم مددے

اے شیر خدا جلد خبر لیجے مری ^{۳۴۴} حضرت کے سوا کون ہے ہمد مددے

یا گردن روزگار را زنجیرے یا سرکشی زمانہ را تدبیرے

ایں زاغوشاں بے پریدند بلند ^{۳۴۵} سنگے جوئے گرنے تفسکے تیرے

یا گردن روزگار میں ہو زنجیر یا سرکشی زمانہ کی ہو تدبیر

اڑنے لگے اسبازا یہ زاغ صفت ^{۳۴۵} گو بچن ہو کہ بندوق ہو یا ہو کوئی تیر

نمازاروئے را کہ تو جانیش باشی معشوقہ پیدا و نہانش باشی

ز اں می ترسم کہ از دل آزاری تو^{۳۴۶} دل خوں شود و تو در میانش باشی

جس دل کی ہے تو جان اُسے ہرگز نہ ستا

تو دل کو ستاتا ہے تو ڈرتا ہوں میں^{۳۴۶}

لے شیر خدا امیر حیدر فتحے سے قلعہ کشائے باب خیبر فتحے

درہائے اُمید بر رخم بستہ شدہ^{۳۴۷} لے صاحب ذوالفقار و قنبر فتحے

لے شیر خدا امیر حیدر مدد سے

درہائے اُمید بنداب بھپے ہوئے^{۳۴۷}

اے آنکہ تو در و در و منداں دانی

در مان و علاج مستمنداں دانی

حال دل خویش را چہ گویم با تو^{۳۴۸} ناگفتہ تو صد ہزار چنداں دانی

معلوم ہے در و در و منداں تجکو

کیا حال دل اپنا کہوں۔ بے میر کہے^{۳۴۸}

آئی کہ تو حال خستہ حالاں دانی

احوال دل شکستہ بالاں دانی

ور خواہنت از سنیہ سوزاں شنوی^{۳۴۹} وروم نزنم زباں لالاں دانی

ہے تجھپے عیاں خستہ دلوں کا احوال

میں دل سے پکاروں تجھے تو جب بھی^{۳۴۹}

معلوم ہے دل شکستہ مخلوق کا حال

گر چہ رہوں گونگوں بھی ہر تجکو خیا

گر دیکھنی چاہی پس منی ^{۳۸۰} گر پیش منی چاہی پس منی

من باتو چنانکہ لے نگار منی ^{۳۸۰} خود در غلطی کہ من تو ام یا تو منی

دل میں ہے تو ہے میں میں تو پیش نظر ^{۳۸۰} ہے پیش نظر میں میں دور دل سے ہوا اگر اپنے پہ ترا ہوتا ہے دھوکا کشتہ

یارب در خلق تکیہ گاہم نہ کنی ^{۳۸۱} محتاج گدا و بادشاہم نہ کنی

موتے سیاہ ام سفید کردی بکرم ^{۳۸۱} باموتے سفید و سیاہ ہم نہ کنی

یارب نہ رہوں خلق کا میں دست نگر ^{۳۸۱} سلطان و گدا کا بجز محتاج نہ کر جب تو نے کئے موتے سیاہ میرے سفید ہو جاؤں نہ رو سیاہ اسکا ہے خطر

حقا کہ اگر چو مرغ پروا شستے ^{۳۸۲} روزے نہ تو عہد بار خیر داشتے

ایں واقعہ ام اگر توبے و پیش ^{۳۸۲} کے دیدہ زویدار تو پروا شستے

پر ہوتے اگر میرے تو پھر میں بخدا ^{۳۸۲} ہر روز خیر کو ترسی اڑ کر جاتا یہ امر اگر ہوتا نہ محسوس مانع ہر وقت تجھے دیکھتا ہے ماہ لقا

دروے واریم و سینہ بریانی ^{۳۸۳} عشقے چہ عشق عالم سوزے

عشقے واریم و دیدہ گریانی ^{۳۸۳} درے چہ دروے دروے درے

دل میں ہے اگر دروے تو سینہ بریاں ^{۳۸۳} رہتا ہوں غم عشق سے ہر دم نالاں ہے عشق یہی وہ عشق جو عالم کو جلانے ہے دروہی وہ جسکا نہ کوئی درماں

گر شہرہ شوی بشہر شتر القاسی

ورخانہ نشینی ہمگی و سواسی

بہ زان نیود کہ ہچو خضر و الیاس

کس نشاند ترا تو کس بشناسی ^{۳۸۴}

تو سب سے بُرا اگر ہو تیری شہرت

و سواس کی ہے خانہ نشینی علت

دیکھے نہ تجھے کوئی خضر و الیاس کی طرح

ہر ایک کو تو دیکھے۔ ہو ایسی عزت ^{۳۸۴}

و نیائے دنی پر ہوس راجہ کنی

آلودہ ہرنا کس و کس راجہ کنی

اے یار طلب کن کہ ترا باشد پس ^{۳۸۵}

معشوقہ صد ہزار کس راجہ کنی

دنیائے دنی پر ہوس ہے بے کار

آلودہ ہر کس کو نہ کس دل ز نہار

جو یار کہ ہو جائے ترا اُس کو چاہ

معشوقہ صد ہزار کب کسی کا ہو یار ^{۳۸۵}

خواہی چو خلیل کعبہ بنیا و کنی

واں را بہ نماز و طاعت آبا و کنی

روزے و و ہزار بندہ آزاد کنی ^{۳۸۶}

بہ زان نہ بود کہ خاطرے شاد کنی

گر کعبہ بنانا چاہے تو مثل خلیل

اُس کعبہ میں ہو عبادت رب جلیل

ہر روز بکثرت کہے آزاد غلام

دل کو خوش کہ یہ سبکے بہتر ہے جلیل ^{۳۸۶}

اے و خیم چو کان تو سر باشدہ گوئے

بیروں نہ ز فرمان تو دل بحیر موی

ظاہر کہ بدست ماست آنرا شستم ^{۳۸۷}

باطن کہ بدست لست آنرا تو بشوئے

سرگیند ہیں اکثر۔ خیم چو کان میں ترے

ہیں تاج فرمان ترے دل میں جتنے

ظاہر یہ تھا اختیار ہم کو۔ کیا پاک ^{۳۸۷}

باطن کو سنوار تو۔ یہ ہو گا تجھ سے

غم جملہ نصیب چرخ خم بایستے یا با غم من صبر بہم بایستے

یا مایہ غم چو عسکر کم بایستے ^{۳۸۸} یا عسکر باندازہ غم بایستے

یا ہوتا نصیب چرخ غم تھا جتنا یا صبر دیا ہوتا جو غم ہم کو دیا

یا عمر کی مانند عسکر بھی تھوڑا ہوتا ^{۳۸۸} یا عمر باندازہ عسکر ہوتی مولا

اے خالق ذوالجلال ہر جانورے سے رہو رہنمائے ہر بچہ

بستم کمر امید بر درگاہ تو ^{۳۸۹} بکشانے سے کہ من ندارم خبرے

اے خالق ذوالجلال ہر ذی ہستی ہے بے خبروں کی رہنما ذات تری

درگاہ میں تری آیا ہوں بے کرا امید ^{۳۸۹} اگر فضل سے پوری مری امید دلی

اے دل اگر آں عارض دلجو بینی ذرات جہاں را ہمہ نیکو بینی

در آئینہ کم نگر کہ خود ہیں نشوی ^{۳۹۰} خود آئینہ شوتا ہنگی او بینی

وہ عارض دلجو اگر اے دل دیکھے اچھے نظر آئیں اس جہاں کے ذتے

دیکھے آئینہ کم کہ تو نہ خود ہیں ہو جائے ^{۳۹۰} خود آئینہ بنکے دیکھے اس کے جلوے

تا ترک علایق و عوایق نکنی یک سجدہ شائستہ لایق نکنی

حقاکہ زوایا لات و عزائی ہی ^{۳۹۱} تا ترک خود و جملہ خلایق نکنی

جب تک نہ کرے گناہ تو غلط سارے ہو گا نہ ادا سجدہ لائق تجھ سے

چھوٹے گناہ تو شرک ہے ہرگز دانہ ^{۳۹۱} جب تک کہ نہ تو خلق و خودی کو چھوڑے

من کیستم از قید و د عالم فروی غنقا منشی بلند ہمت مروی

دیوانہ خود سے بیا باں گروی لبریز محبت سے سراپا دروے ^{۳۹۲}

میں قید و د عالم سے ہوں آزاد اک فرو غنقا صفت و بلند ہمت اک مروی

دیوانہ ہوں میں اپنا۔ بیا باں نور و ^{۳۹۲} لبریز محبت سے سراپا ہوں دروے

اے آنکہ ملک خویش پائندہ توئی وز دامن شب صبح نمایندہ توئی

کار من بیچارہ قوی بستہ شدہ ^{۳۹۳} بکشائے خدایاکہ کشائندہ توئی

عالم کا ہے تو مالک و پائندہ ہے تو ہو جائے جو شب صبح نمایندہ ہے تو

بیچارہ ہوں میں بند ہیں میرے سکام ^{۳۹۳} سلجھا مرے کاموں کو کشائندہ ہے تو

اے از تو بیابغ ہر گلے رارنگی ہر مرغے راز شوق تو آسنگے

باکوہ زاندوہ تور مرے گفتم ^{۳۹۴} برخاست صدائے نالہ از ہر سنگے

ہے باغ میں ہر پھول تجھی سے رنگیں تجھ سے ہی طہور نغمہ زن ہیں بہ لیتیں

جب غم کا ترے بھید پہاڑوں سے کہا ^{۳۹۴} ہر سنگ سے پیدا ہوئی اک آہ حزیں

پیوستہ ترا دل ربودہ معذوری غم ہیج نیاز مودہ معذوری

من بے تو ہزار شب بخوں ز خفتم ^{۳۹۵} تو بے من شبے بنودہ معذوری

دل لینا ترا کام ہے معذوری ہے تو کچھ غم ہے نہ آلام ہے معذوری ہے تو

آغشتہ بخوں سویا ہوں اکثر شب کو ^{۳۹۵} مجھ سے تجھے ابرام ہے معذوری ہے تو

از درد تو نیست چشم خالی ز بخی ہر جا کہ ولایت شد گرفتار غمی

بیماری تو باعث نابودنِ با ست ۳۹۶ اے باعثِ عمر مانیا شد المی

ہر آنکہ ترے غم میں ہے گریاں ہر دم جو دل بھی ہے اُس کو ہے نقطہ تیرا غم
بیمار ترا ہونا ہے میرا مرنا تو ہے مریجان۔ تجکو نہ کچھ پہنچے الم

از ہستی خویش تا پشیمان نشوی سر حلقہ عارفان و مستان نشوی

تا در نظر حق نہ گروی کافر ۳۹۷ و رند ہب عاشقانِ مسلمان نشوی

ہستی سے پشیمان نہ جب تک ہوگا ممکن نہیں تو ہو سرگروہ عرفا
جب تک نظر حق میں نہ ہوگا کافر عشاق کے مذہب میں مسلمان کیا

اے کوچے تو می و ہند جانے بجھے جانے بجوے چہ کاروانے بجوے

از وصل تو یک جو بجاں می از رو ۳۹۸ نہیں جنس کہ مائیم جہانے بجوے

کوچے میں ترے جوئے کے عوض دیتے ہیں جاں اک جان ہے کیا ہزار جاں۔ جاناں
ہو وصل تو اک جو ہے جہاں کی قیمت اک جو ہے ہماری جنس کا ہے جو جہاں

کہ شانہ کش طرہ سیلی بابی کہ در سر مجنوں ہمہ سودا بابی

کہ آئینہ جمال یوسف گروی ۳۹۹ کہ آتشِ خرمین زین بابی

تو شانہ کش طرہ لیلے ہے کبھی بنکر سر مجنوں میں کبھی سودا ہے کبھی
آئینہ کبھی جمال یوسف کا ہے تو آتشِ خرمین زینا ہے کبھی

لے دل بردوست تحفہ خزانہ ی ^{۴۰۰} دردے چو دہند تارم درماں نری

بے درد زور و دوست نالائکشی ^{۴۰۰} خاموش کہ عرض در و منداں نری

تحفہ لے دل نہ بجز جان۔ کوئی یار کوئے ^{۴۰۰} درد لاحق ہو تو درماں کا کبھی نام نہ لے

دوست کے درد کی بے درد کے فرماؤ نہ کہ ^{۴۰۰} درد مندوں کا جو تہہ بڑوہ تو کیا جانے

لے دیدہ مرا عاشق پایے کردی ^{۴۰۱} حیران رخ لالہ عذار سے کردی

کاسے کردی کہ پہنچ نہ تو ان گفتن ^{۴۰۱} اللہ اللہ چہ خوب کار سے کردی

اے آنکھ کیا یار کا عاشق تو نے ^{۴۰۱} حیراں رخ گلہ دکایا تو نے مجھے

وہ کام کیا تو نے کہ اللہ اللہ ^{۴۰۱} اے آنکھ! میں سو جان قربان تھے

تا نگذری از جمع بفرے نری ^{۴۰۲} تا نگذری از خویش مبرے نری

تا در رہ دوست بے سرو پانشوی ^{۴۰۲} بے درد و بمانی و بدرے نری

چھوڑ دے جمع جو واحد ہے تجھے مد نظر ^{۴۰۲} طالب مرد اگر ہے تو خودی سے بھی گذر

بے سرو پارہ جاناں میں ہو گا جب تک ^{۴۰۲} درد کے عشق سے بے درد ہو گیا کیسے

عشق وادی زابل مردم کردی ^{۴۰۳} از وانش عقل و ہوش مردم کردی

سجّادہ نشین باوقا سے بودم ^{۴۰۳} میخوارہ و رند و کوچہ گردم کردی

عاشق بنا کے درد بھی تو نے مجھے دیا ^{۴۰۳} عقل و خرد کا بچہ سے تعساق نہیں با

میں شیخ باوقار تھا لیکن ہزار حیف ^{۴۰۳} اب رند و کوچہ گرد ہوں۔ میخوار ہوا

اے چرخ بے لیل نہاراوردی گر فصل خزاں گہ بہاراوردی

مردان جہاں را ہمہ یزدی ہیں ^{۴۰۴} نامردان را بر مئے کاراوردی

اے چرخ بہت آئے گئے لیل و نہار گر فصل خزاں گذری تو پھر آئی بہار

مردوں کو کیا زبیر میں تو نے دفن ^{۴۰۴} نامرد جو تھے اُن کو کیا بر سرِ کار

اے آنکہ مکن بہت نرسد اورا کے کوئین ہمیش رحمت خاشاکے

از روئے کرم اگر بخششی مارا ^{۴۰۵} بخشیدہ از لطف آو مشے خاکے

اے وہ کہ نہ تجھ کو پاسے اوراک آگے تری رحمت کے دد عالم خاشاک

بخشیدگا جواز راہ کرم تو مجھکو ^{۴۰۵} بخشش تری ہوگی گویا اک مشیت خاک

بے پا و سر آن شست خوں آشامی مژند ز حسرت و عینم ناکامی

محنت زدگان وادی شوق ترا ^{۴۰۶} ہجراں کشد و اجل کشد بدنامی

خونی صحرا ہے، ہجر گویا ایسا ناکام ہزاروں ہی کو جس نے مارا

محنت زدگان وادی شوق اکثر ^{۴۰۶} فرقت میں مرے اجل نے بدنام کیا

دستے نہ کہ از نخل تو چینم ثمرے چشمے نہ کہ بر خویش بگریم قدرے

پائے نہ کہ در کوئے تو یا ہم گذرے ^{۴۰۷} روئے نہ کہ بر خاک بہا لم سحرے

وہ ہاتھ کہاں جو تجھے آغوش میں ہیں آنکھیں نہیں جو حال پہ میرے روئیں

وہ پاؤں نہیں جائیں جو کوچے میں تھے ^{۴۰۷} وہ پر ترے سودہ ہو کہاں ایسی جہیں

لے بر سر ہر کس از خیال تو بے بے یا و تو بر نیاید از ول نفسے

مفروش مرا بخش آزاد و ملکن ^{۴۰۸} من خواجہ یکے دارم و تو بندہ بے

ہر شخص کے دل میں ہیں تم سے جلوے بے کرتے ہیں تجھے یاد ہر اک دم بندے

آزاد نہ کرنے بخش تو مجھ کو نہ بیچ ^{۴۰۸} تو ہی مرا آقا ہے۔ بہت بندے ترے

اول ہمہ جام آشنائی وادی آخر یہ ستم ز ہر جدائی وادی

چوں کشتہ شد مگر بگفتی کشتہ کیست ^{۴۰۹} واد از تو کہ واد بیوفائی وادی

خود مجھ کو پلا یا جام آشنائی پہلے خود ز ہر جدائی سے کیا کشتہ مجھے

جب مر گیا میں۔ کہا۔ ہے کشتہ کس کا؟ ^{۴۰۹} گویا دی آپ۔ واد بیوفائی تو نے

اے کاش مرا بنفت آلائیے آتش بز دندے و بجشانیدے

و چشم عزیز من نمک سانیدے ^{۴۱۰} و ز دوست جدا شدن نفرمانیدے

روغنِ نفط ہی اے کاش چھڑک کر مجھ پر آگ دیتے مجھے ہو جاتا بھسم میں جل کر

تھا یہ بہتر مری آنکھوں میں نمک بھر دیتے ^{۴۱۰} دوست سے میرا جدا مجھ کو نہ کرتے دم بھر

اے دل ز شراب جہل مستی تاکے وے نیست شوئدہ لاف ہستی تاکے

گر غرتہ بحر غفلت و آزنہ ^{۴۱۱} تر و امنی و ہوا پرستی تاکے

اے دل یہ ہے جہل سے مستی کب تک ہو جائیگا معدوم۔ لاف ہستی کب تک

گر غرق نہیں ہے بحر غفلت میں تو پھر ^{۴۱۱} تر و امنی و نفس پرستی کب تک

گر صید عدم شوی از خود رستہ شوی و در صفت خویش روی بسته شوی

می و ال کہ وجود تو حجاب رستہ ۴۱۲ با خود بنشین کہ ہر زمان خستہ شوی

تو صید عدم ہو تو خودی سے چھوٹے ہو صید خودی جو اپنا پابند رہے

یاں تیرا وجود ہے حجاب رستہ ۴۱۲ تو چھوڑ خودی اپنی کہ مقصد پائے

اے دل تاکہ مصیبت افزا گروی اے خوں شدہ دروپیما گروی

انداختیم در بدر کوئے بکوئے ۴۱۳ رسوا گروی مرا تو رسوا گروی

اے دل کبتک مصیبت افزا ہوگا کبتک خوں ریز و درد پیا ہوگا

تو مجھ کو پھرا رہا ہے در در افسوس ۴۱۳ رسوا کیا مجھ کو خود بھی رسوا ہوگا

تا بتوانی بخش بجاں باروی می کوش کہ تا شود ترا یاروی

آزار ولی مجھے کہ ناگاہ کئی ۴۱۴ کار دو جہاں در سر آزاروی

جب تک بھی ہو تو جان پسہ دل کا بار کر سچی کہ ہو صاحب دل تیرا یار

دل کو نہ ستا کبھی کہیں ایسا نہ ہو ۴۱۴ پہنچے تجھے ناگاہ دو جہاں کا آزار

دنیا را ہے بہشت منزل گاہے ایں ہر دو بنزد اہل معنی گاہے

گر عاشق صادق ز ہر دو بگذر ۴۱۵ تا دوست ترا بخود نماید راہے

دنیا ہے راہ - خلد ہے منزل گاہ یہ دونوں ہیں نزد اہل معنی پر گاہ

ہے عاشق صادق تو گذر دونوں سے ۴۱۵ تا اینکه ترا دوست دکھائے تجھے راہ

گرچہ دانش اندوز شوی

وز گرمی بحث مجلس افروز شوی

نب عشق باہمہ دانائی

سرشتہ چو طفلان نو آموز شوی

تو مدرسہ میں ہو گرچہ دانش اندوز

اور گرمی بحث میں ہو مجلس افروز

ہے مکتب عشق میں بایں دانائی

لڑکوں کی طرح گویا ہے تو نو آموز

ستم کہ کرائی تو بریں زیبائی

گفتا خود را کہ من خود مہکتائی

ہم شقم و ہم عاشق و ہم معشوقم

ہم آئینہ ہم جمال ہم بینائی

جب پوچھا ہے کون تو بایں زیبائی

بولا میں خود ہی ہوں بایں یکتائی

خود عشق ہوں خود عاشق و خود معشوق

خود آئینہ خود جمال خود بینائی

تمت

ضروری اعلان

چونکہ رباعیات حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے اس منظوم
ترجمہ کا حق اشاعت دوامی جناب مترجم صاحب سے میں نے حاصل کر لیا ہے اسلئے
بن سطا بیع و ناشیرین و تاجران کتب سے التماس ہے کہ وہ اس ترجمہ
کو چھاپنے اور شائع کرنے کا قصد نہ فرمائیں اور نفع کے عیوض نقصان
نہ اٹھائیں جس قدر جلدیں مطلوب ہوں ہم سے طلب فرمائیں۔

ربان علی سبیل ایڈیٹر اردوئے معلیٰ مالک شاہ جہانی پریس دہلی

رباعیات عمر خیام

مع ترجمہ منظوم اردو تاج الکلام جس میں عمر خیام کی مفصل سوانح و معہ ہلاک فوٹو کے شامل ہے۔

سب سے پہلے عمر خیام کا فوٹو ہے۔ اس کے بعد اسی صفحوں پر عمر کی زندگی کے حالات ہیں۔ پھر ایک سو با نوے صفحوں پر سات سو چونسٹھ حکیم عمر کی فارسی رباعیاں اور ہر فارسی رباعی کے نیچے ملک الکلام قوی مرحوم کی رباعیاں بطور ترجمہ کے درج ہیں۔ الغرض پورے تین سو صفحوں کا نام درجہ ع معہ ہاف بوٹ جلد کے دو روپیہ چار آنے۔ مجلد پارچہ دو روپے آٹھ آنے۔

رباعیات سرمد مرحوم

مع اردو ترجمہ جو انتظام باضاد رقعات حضرت سرمد حضرت سرمد شہید کا اور نگزیب عالمگیر کے حکم سے قتل ہونیکا واقعہ کس نے نہ سنا ہوگا لیکن حضرت مولینا ابوالکلام آزاد نے جیسا موثر نقشہ اس کا کھینچا ہے وہ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ پوری سوانح سرمد

مولینا آزاد کے قلم سے ہے اور اس کے ساتھ سرمد کی تمام رباعیاں بھی موجود ہیں۔ رباعیات سرمد اسلامی تصوف اور عارفانہ چٹکوں کا ایسا نادر و نایاب اندر رکھتی ہیں کہ دنیا کی کوئی زبان ان کا متا بہ نہیں کر سکتی۔ ترجمہ میں بھی سرمد کا مستانہ

رنگ جھلکتا ہے۔ قیمت ہلا جلد ۱۲، مجلد ہاف بوٹ ۱۴

قربان علی دفتر اردوئے معاشی شاہجہانی پریس ملی

